ڈائجسٹ ویکلی نوٹ اردو
پانزدہ سالہ

عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتٰی
تعود ارض العرب مروجاً وانہارا (مسلم)

عرب اور انکا مستقبل

جسمین

عربون کے گزشتہ کارنامون اونکے ممالک اور
اونکی موجودہ جدوجہد کی سرگزشت کے ساتھ
انکے پولٹیکل مستقبل کے افکار کی ایک نئے پیرائے
مین ترجمانی کی گئی ہی

از

سید مقبول احمد الہ آبادی

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک و منیجر مطبع
نور المطابع واقع لکھنؤ مین چھپا

قابل توجہ مشاہیر اہل قلم و صاحبان اثر

جدید ماہواری رسالہ "رفیع الزمان" جس مین موجودہ اصول درایت و تحقیق فلسفیانہ و آثار و جغرافیہ کے مطابق مذہب اسلام پر خصوصًا اور عام مذاہب پر عمومًا تبصرہ کیا جائیگا اور جو یورپ کے اورینٹیل سوسائٹی کے موقت الشیوع رسالے مثل میر اسلاما (پٹروگراڈ) ریویو روماند مسلمان (پیرس) دور اسلام اینڈ دی کلٹر و اسلامکے ادرنٹ (اسٹراسبرگ) مسلم ورلڈ (لندن) ڈائی لشڈی اسلامسکے (برلن) کیطرح ہندستان کی اس جماعت کے خیالات کا آئینہ ہوگا جنکے دماغ علوم دینیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مغربی علوم کی معرفت سے منور ہین اور جنکے لیے ابتک کوئی ذریعہ انکی بے بہا تحقیق کے حصول اور اشاعت کا نہ تھا۔ پس بذریعہ اس اعلان کے ایسے حضرات کی خدمت با ادب التماس ہے کہ منتظمین رسالہ مذکور کی طرف سے انکے ہر مضمون کے معاوضے مین جو قبول کیے جائین گے بحساب فی صفحہ (جس مین اوسطًا ۲۱ سطرین ہون اور فی سطر ۲۰ الفاظ ہون) ایک روپیہ معاوضہ نذر کیا جائے گا۔ کوئی مضمون سولہ صفحہ سے کم اور بتیس صفحہ سے زائد نہ ہو۔ اور اپنے موضوع کی مفصل بحث پر ختم ہو۔ بطور نمونہ چند موضوع درج کیے جاتے ہین۔ یہ بھی واضح ہو کہ اس رسالے کا مقصد طبقہ فلاسفہ و محققین مین اشاعت اسلام ہے خصوصًا یورپین مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات کا جواب ہے۔ اس لیے کوئی بحث جو اس مفاد اور منشا کے خلاف ہو وہ قطعًا نظر انداز کی جاویگی۔ لیکن اس کے ساتھ واعظون۔ روضہ خوانون اور ملایون کے عامیانہ اور بے سر و پا باتون پر بھی توجہ نہ کی جائیگی۔ مضمون نگار کو اپنے پتہ کا ایک ٹکٹ لفافہ مضمون کی واپسی کے لیے بھیجنا چاہیے ورنہ مضمون واپس نہ کیا جائے گا۔

قرآن (۱) قوم عاد و ثمود کی تحقیق عرب کے موجودہ آثار کی روشنی مین (۲) ہامان (وزیر فرعون) بائبل و قرآن مین (۳) جبل جودی یا ارارت (مستقر کشتی نوح) (۴) سد سکندری اور یاجوج ماجوج (۵) اوقات نماز (۶) دین حنیف (۷) سلیمان عفریت و ہدہد (۸) سیل عرم (۹) آل عمران (۱۰) ناسخ و منسوخ (۱۱) ہاروت و ماروت (۱۲) فرعون کا حشر (۱۳) اصحاب الرس (۱۴) اصحاب الکہف والرقیم (۱۵) اصحاب الفیل (۱۶) اصحاب الایکہ (۱۷) مدین (۱۸) احقاف (۱۹) سبا (۲۰) طور سینا (۲۱) الحجر (۲۲) مکہ وادی غیر ذی زرع مسجد الحرام (۲۳) مسجد الاقصے (بارکنا حولہ) (۲۴) تحقیق لفظ شہید (۲۵) تحقیق لفظ شیطان المبین (۲۶) تحقیق لفظ عزیز مصر (۲۷) لیلۃ القدر (۲۸) لیلۃ الاسرے (۲۹) لیل شق القمر وغیرہ وغیرہ۔

حدیث (۱) تاریخ جمع حدیث (۲) اقسام حدیث (۳) علم الرجال موجودہ درایت و تحقیق کی روشنی میں (۴) ابوہریرہ

ڈیڈیکیشن

بنام

رئیس احرار العرب

سعد پاشا۔ زاغلول المصری ایداللہ نصرہٗ وشکر اللہ مساعیہ

لاتقنطوا الدر من نیسر عقدہ

لیعود احسن بالنظام واجملا

ممالک عرب
حضرموت
مصر
بوزانتی
موصل
حلب
خانقین
سرحد عرب بموجب صلح سیورے
اصلی سرحد عرب بموجب تجویز ترک
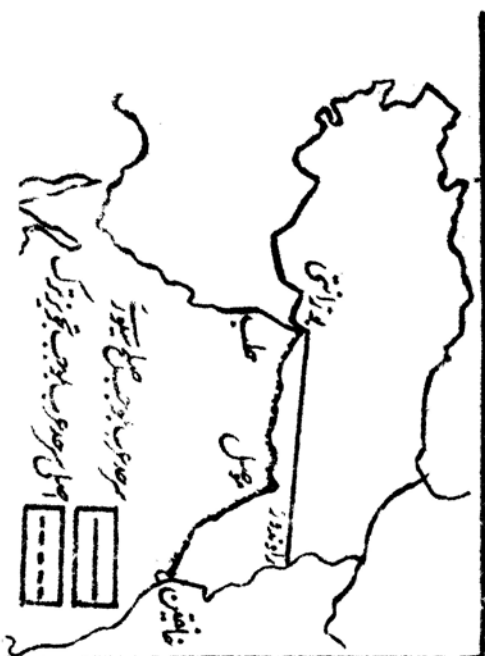
مُقدّمہ

صلح نامہ سیورے کے مطابق جو خط عراق اور شام کے برطانوی اور فرانسیسی ادغامات کے ساتھ عثمانی دولت کے بقیۃ السیف حصے کی حد بندی کرتا ہے وہ ایک خط مستقیم ہے. جو خلیج اسکندرون مین داخل ہونے والے ایک چھوٹے دریا جیحون (یہ دریا ترکستان کے دریائے جیحون سے جدا ہے) اور کرد داغ کے متوازی اسلیشیا کے مقام عثمانیہ اور ریوزانتی کے نقطہ سے شروع ہو کر وہان سے براہ راست سرحد ایران تک عرض البلد کے ۳۷ ڈگری سے ملا ہوا کھینچ دیا جائے۔ اسمین حلب اور موصل کا بغداد ریلوے سیکشن جسمین عنتاب نصیبین شامل ہین ٹرکی سے جدا ہو جاتا ہے اور اس حد کے اندر راوندوز۔ اسکندرون جزیرہ ابن عمرؓ۔ اورفہ بھی فرانسیسی اور انگریزی حلقہ اثر مین آجاتے ہین۔ ولیکن مرعش۔ عدانہ طرسوس وغیرہ ٹرکی کے پاس باقی رہ جاتا ہے۔

یہ خط جسکو ہم آیندہ راوندوز۔ اسکندرون خط کے نام سے بولین گے۔ ایشیائے عثمانی کو دو بڑے ٹکڑون مین تقسیم کر دیتا ہے۔ ایک وہ جسمین غالب بلکہ کل آبادی ترک ہی اور دوسرا جسمین آبادی کا زیادہ حصہ عرب ہے۔ اس تقسیم سے کردون کی پہاڑی قوم اب انگریزی۔ فرانسیسی۔ ترکی اور ایرانی چار دولتون مین تقسیم ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ کردون نے کسی زمانے مین قومی امتیاز حاصل نہ کیا تھا انکی عشیرت کا جو حصہ ایرانی کردستان مین ہے وہ ایرانیون مین اور جو الجزیرہ بالائی مین (قدیم ارمنستان) ہے وہ

ترکون مین جذب ہوکر عملی طور سے ایرانی اور عثمانی بن گیا ہے - کرد جو شام اور عراق کے حدود مین رہ گئے ہین وہ البتہ عربون سے نسلاً فرق رکھنے کی وجہ سے ان مین جذب نہو سکین گے عراق مین ولایت موصل جو ولایت بغداد سے ایک چھوٹی پہاڑی جبل حمرین سے جدا ہے اور شام مین ولایت حلب اسوقت تین قومون ترک و عرب اور کرد کا آماجگاہ ہے - بعض جگھون پر تینون قومین ایسی مل جلکر رہتی ہین کہ انکو کوئی جغرافی خط انکو دوسرے سے جدا نہین کر سکتا - لیکن ان کی کمی بیشی پر بالفعل ان کے حدود حسب ذیل ہین -

ولایت موصل مین مغرب کی طرف قرا داغ پہاڑ سے اربیل اور موصل کو چھوڑتا ہوا جو خط جبل سنجار تک کھینچا جائے گا اس کے اندر کرد قوم کی آبادی آجائے گی اور اسمین البجہ - سلیمانیہ - چم جمال - کوئی سنجاق - رانیہ - راوندوز - عقرہ - عمادیہ اور سنجار کے اضلاع شامل ہین - دوسرا خط جو اس خط اور دریائے دجلہ کے درمیان مین ہے اسمین ترک آبادی زیادہ ہے - یہ ترک عثمانی نہین بلکہ ان قدیم ترکون کے اولاد ہین جو خلفاء بنی عباس کے زمانہ مین عراق مین آئے تھے - اسمین اربیل - کرکوک کفری - خانقین - طوز خرماتلی - تازہ خرماتلی - وغیرہ ہین دجلہ کے پار تکریت - حمام علی موصل مین عرب ہین - شام کے ولایت حلب مین انطاکیہ نفس حلب کو شمال مین چھوڑکر اسکندرون کی طرف ترک اور عنتاب کی طرف کردون کی غالب آبادی ہے اسلیے اگر راندوز اسکندرون کا خط عربون اور ترکون کے درمیان امتیازی خط سمجھا جائے تو عربون کے حصے مین غیر عرب آبادی کا (جس کے حقدار قومیت کی بنا پر ترک ہو سکتے ہین) تقریباً ایک ملیون نفوس حصہ آجاتا ہے - جزیرہ عرب کی واقعی حدود یہی ہے

جسکو غریب ٹرکی نے اپنے جواب صلحنامہ مین پیش کیا تھا اور جو اسکندرون اور خانقین (سرحد ایران) کا خط ہے اور یہ خط جبل حمرین - دجلہ جبل سنجار - اور بالائے حلب خط متصلہ و مشتمل بر اسکندرون کا ہے جسمین صرف حلب - دیر الزور - موصل - تکریت جدا ہو جاتے ہین - اصلی سرحد جزیرۂ عرب کی یہی ہے

عرب سامی نسل کے لوگ ہین اور اس نسل مین یہودی - قدیم مصری - اہل کارتھج - ارامی کلدانی بھی ہین - چنانچہ عربون کی فتوحات کے بعد جب انکا قبضہ بحر اطلانٹک سے دریاے سندھ تک ہو گیا تو ایک مدت قلیل کے بعد عربی قوم پھیلکر عراق سے مراکش تک ہو گئی مگر ایران و ترکستان مین کبھی بھی عربون کو وہ وقعت حاصل نہوئی جو انکو عراق - شام - مصر - شمالی افریقہ مین ہوئی تھی - اصل بات یہ تھی کہ ایران اور ترکستان کی عجمی قوم نسلاً عرب سے جدا تھی اور وہان اگرچہ عرب کے عالمگیر مذہب نے پوری فتح حاصل کرلی - مگر ان کے زبان اور تمدن نے کبھی فوقیت حاصل نہ کی - اسکا سب سے بڑا سبب یہی تھا کہ سامی اور آریہ نسل پانی اور تیل کی طرح ایک دوسرے سے مل نہین سکتے -

عربون کی حکومت جو سات سو برس تک دنیا مین قائم رہی اور جنھون نے اپنے اقبال کے زمانے مین غیر عرب کو اگرچہ وہ مسلمان ہی کیون نہون اوسی نظر سے دیکھتے تھے جس نظر سے آجکل انگریز ہندوستانیون کو دیکھتے ہین - ان کے انحطاط اور زوال کے زمانے مین جب انپر ترکون اور مغلون نے غلبہ کیا تو فطرتاً ان کو ترکون کے ساتھ اگرچہ وہ ان کے ہم مذہب ہی تھے ویسی ہی کبیدگی اور نفرت رہی جو ایک خوددار قوم کو ہونا چاہیئے - جسطرح ایرانی ابتک حضرت عمر رضؓ کو جنھون نے انکی قومی جاہ و حشمت خاک مین ملا دیا تھا اچھے نام سے یاد نہین کرتے اگرچہ اب خود بھی مسلمان ہین - یا جس صورت

مین انگریز اور جرمن اگرچہ دونون ہم مذہب ہی کیون نہون ایک دوسرے کے ماتحت رہنے کو کسی صورت سے گوارا نہین کر سکتے - جن مین قومی خودداری کا احساس نہین جیسے ہمارے ہندوستانی مسلمان وہ عربون کے نقطۂ خیال سے کیا واقف ہو سکتے ہین یہ بات غالباً رضاکاران اور مجاہدین خلافت ترکیہ کے کانون کو نہایت عجیب معلوم ہوگی کہ عربون کا عموماً یہ قول ہے کہ ترکون کا عرب کی سرزمین پر کوئی حق نہین انھون نے انکی حکومت کو اُسوقت تک گوارا کیا جب تک کہ وہ خود بے دست و پا تھے اور خدا نے انکے لیے کوئی سبیل نہ نکالی تھی اور اب جبکہ ترک عرب سے نکل چکے ہین تو یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے طے ہوگیا کہ انگریز اور فرانسیسون کیطرح ترکون کی رجعت بھی ناگوار ہے - لیکن اگر یوروپ کی بالادستی کا بجز ترکون کے علاج نہین تو اسوقت بے شک وہ مرجع ہین -

سرزمین عرب کی نسبت موجودہ جغرافیئین نے ہمیشہ غلطی کی ہے وہ شام اور عراق کو عرب کا حصہ نہین سمجھتے حالانکہ کیا طبعی - کیا سیاسی - کیا قومی - کیا جغرافیائی کسی حیثیت سے یہ خطہ عرب سے جُدا نہین - اگر یہ کہا جائے کہ صحراے شام ان ممالک اور بقیہ جزیرہ عرب کے درمیان قدرتی حد فاصل ہے تو جنوب کی طرف بھی اسیطرح صحراے ربع الخالی یمن اور عمان کو وسطی عرب سے جدا کر دیتے ہین - مگر وہ کون جغرافیہ دان ہے جو یمن اور عمان کو عرب سے جدا سمجھتا ہے ان ممالک کو عرب سے جدا سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا ہندوستان سے پنجاب اور بنگال کو علٰحدہ سمجھنا - پس جزیرۃ العرب فتوحات قرن اول سے ابتک اسی خطے پر شامل ہے جو خشکی کی طرف سے ایران اور ایشیائے کوچک کے مدنی علاقے سے طبعی طور سے جدا ہے اور پولٹیکل حیثیت سے اس خط تک محدود ہے - جہانتک

عربی قوم آباد ہے - جزیرۃ العرب کی صورت یون واقع ہوئی ہو کہ اس کے شمال اور جنوب کے لق و دق صحراے یعنی صحراے شام اور صحراے ربع الخالی کے ایک طرف زرخیز شام و عراق ہے اور دوسری طرف یمن اور عمان ہے - بیچ مین نجد کا حد بی علاقہ جس کے ایک طرف تہامہ حجاز اور دوسرے طرف الحصا بحرین ہے - یہ سب ملاکر اور سب سے جنوب کوہستانی علاقہ حضرالموت کو لیتے ہوے بقول پالگریو عرب کا تین چوتھائی حصہ زرخیز اور ایک چوتھائی خشک ریگستانون پر مشتمل ہوجاتا ہے - جنھون نے عرب کے صحراؤن کو سنکر یا اسکے کنارے کے خشک پہاڑون کو دیکھ کر اسکے اوپر تمام ملک کا اندازہ لگایا تھا انھون نے تقریبًا اب اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا ہے - اس صورت مین عرب کی مجموعی آبادی بھی کسی صورت مین ۱۵ یا ۲۰ میلون سے کم نہوگی -

اس ملک کو ترکون کے غفلت کے زمانے مین کوئی اقتصادی یا ملی ترقی نہین ہوئی یہانتک کہ عربون کے آثار قدیم مین سے وہ چند قبور اور زیارات باقی رہ گئے ہین - جنکا محفوظ رکھنا ترکون کے نزدیک مذہبی فرض تھا - مگر عربی ملت - عربی علوم - عربی مدارس اور سب سے زیادہ زمین کی خداداد زرخیزی کو کچھ ایسا مٹی کے تلے دبایا کہ جب تک انھون نے خاک پاک عرب کو اپنے بوٹون سے نہ جھاڑ دیا - بیروت کے صرف ایک عیسائی مشنری کالج کے سوا جو عربون کے تمدن اور علوم کو اپنی خفیف ضیاء سے منور کرنے کی کوشش کر رہا تھا - عربون کا کوئی ذریعہ دینی او دنیوی نجات کا باقی نہ رہ گیا تھا -

سنہ ۱۹۱۷ء مین شریف مکہ کے خروج اور ترکون کے کوچ کی بانگ درا نے ایسی گونج پیدا کی کہ مسلمانان عالم اور خصوصًا مسلمانان ہند اب تک یہ نہ سمجھ سکے کہ آیا یہ قافلہ اسلام کے کوچ کا بگل یا صور اسرافیل ہی یا ترکون کے سرزمین عرب سے اخراج کا طنطنہ شادمانی ہے

گرچہ کچھ عرب ایسے دور افتادہ ہین کہ ان کی لاعلمی اور شبہات اگر عربون کی اس ظاہرا بے وفائی سے مکدر کرکے ان کو نشانہ تیر ملامت بنائے تو اسمین نہ عرب کا قصور کہا جاسکتا ہے نہ مسلمانان ہند کا۔ یہان پر یہ بات فروگذاشت نہ کرنا ہیے کہ شریف مکہ نے اسوقت خروج کیا تھا جبکہ ترکون کی طرف سے حفاظت عرب کی بالکل مایوسی ہوگئی تھی اور یہ ظاہر تھا کہ عرب خواہ اُٹھتے یا نہ اُٹھتے ترک ان ملکون کو ہاتھ سے گنوادیتے۔ قطع نظر اس بات کے کہ جمال پاشا کے نادر شاہی حکم اور انکا قتل عام عربون کی بغاوت کا سبب ہوا۔ عربون نے کم سے کم فاتحین کے ساتھ اپنے حقوق کو محفوظ کرلیا۔ جو شاید ایسا نہ کرنے پر انکو اور ترکون دونون کو شام اور عراق سے محروم کردیتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ فرانسیسون اور انگریزون نے اپنے عہد کی پابندی نہ کی اور اس شکایت مین عرب مسلمانان ہند کے ساتھ ہین۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عربون کو حقارت سے دیکھنے یا بغض رکھنے والے کو وعیدین فرمائی ہین۔ ہمارے بعض جوشیلے مسلمانون نے اکثر عربون کے متعلق ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ ان کو خائن۔ وحشی۔ بددین۔ جاہل۔ سلطنت کے لیے ناقابل۔ غرض ہر قسم کے ناروا الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ خاکسار مصنف نہ صرف عربون کا مداح ہے بلکہ عربون مین عرصہ تک رہنے کی وجہ سے انکی پولیٹیکل سائیکالوجی کے سمجھنے کا پورا موقع بھی ہاتھ آیا ہے اور اسلیے اسنے جو کچھ اپنے اہل وطن کے خوان یغما پر عرب کی کھجورین چُننے کا تہیہ کیا ہے وہ غالبًا کل جدید لذیذ کے نظر ہی سے قبولیت کی عزت حاصل کرین گے۔ والسلام

بجنور یکم جنوری سنہ ۱۹۲۱ع

سید مقبول احمد
الہ آبادی

فہرست مضامین

پہلا باب

عرب قدیم

عربون کے صرف تمام مشہور مؤرخین مثل طبری - ابوالفدا مسعودی - ابوالفرج کا ہی نہین بلکہ یہودی رومی اور یونانی مؤرخون کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عرب قحطان کی اولاد سے ہین جنکا سلسلہ جبر اور سام کی توسط سے حضرت نوحؑ ابوالبشر ثانی تک پہونچتا ہے - ابوالفدا کا قول ہے کہ قحطان کی اولاد سے صرف اہل یمن ہین - لیکن دیگر مؤرخین قحطان ہی کو ابوالعرب کہتے ہین - عہد نامہ قدیم کی تاریخی حصص کے بموجب (جسکی روایت ہمارے نزدیک زیادہ قابل وقعت نہین) اہل مصر - اہل فلسطین اور اہل حبشہ اولاد کوش ہین جو حام کی نسل سے ہین - اسی بنا پر قدیم جغرافیہ دانون مثل

ڈایوڈورس - اسٹرابو - تالمی (بطلیموس) نے عرب کو جزیرہ کوش ہاکشتی کے نام سے تعبیر کیا ہو
مگر چونکہ کسی عرب مورخ نے اہل حبشہ اور اہل عرب کو ایک نسل سے نہین مانا اسلئے
ہم اس سے گذر کر خود عربون کی تحقیق کا مطالعہ کرین گے -

قرآن مین جن قدیم عرب قومون کا ذکر ہے - ان مین عاد - ثمود - طسم - جدیس زیادہ
معروف مین ان کے متعلق الہام نے جو مختصر طور سے یہ بتایا ہے کہ عاد نے اپنے نبی
ہودؑ اور ثمود نے اپنے نبی صالحؑ کو جھٹلایا اور وہ اپنی اس نافرمانی کے سبب سے عذاب مین
مبتلا ہو کر معدوم ہو گئے (ثمود کا ذکر ثمودی کے نام سے ڈایوڈورس اور پلائنی رومی جغرافیہ
دانون نے بھی کیا ہے - عاد کی نسبت قرآن شریف مین یہ بھی ہے کہ وہ صحراے
الاحقاف مین بستے تھے اور ثمود پہاڑون کو کھود کر گھر بناتے تھے ان کا نشان اب
بھی مدینہ کے قریب مدائن صالح مقام پر پایا جاتا ہے) اس سے زیادہ عامی مفسرین
اور عجائب پرستون نے جو حاشیہ چڑھایا ہے مثلاً شداد اور ارم کے فسانے وہ اگرچہ
دلچسپی سے خالی نہین مگر تاریخی حیثیت سے فضول ہین - یہ فسانے غالبًا یہودیون
کی روایت بن ہداد بادشاہ سیریا اور قدیم عربون کے متخیلات سے مل جُل گئے ہین جسکو
مشتاقین قصص نے مذہبی رنگ دے کر ابتر تاریخی استدلال کا دروازہ بند کر دیا ہے -

ان افسانون کو چھوڑ کر جہان سے قابل اطمینان قول ملتے ہین وہ یہ ہے کہ
قحطان کی اولاد عرب کے جنوب مین آباد ہو کر قوت پکڑتی گئی اور رفتہ رفتہ تمام عرب
پر پھیل گئی - انسے پہلے قومین جو یقینًا عاد ثمود وغیرہ رہے ہونگے اور جو حوادث زمانہ اور
آپس کی خانہ جنگیون سے معدوم ہو چلی تھین اسکی انھون نے جگہ لے لی - قحطان کی
اولاد سے یعرب یمن کا بادشاہ ہوا اور جرہم حجاز کا - یعرب کی اولاد عرب العاربہ کے

نام سے مشہور ہے۔ حضرت ابراہیمؑ جو مسلمانون کے باپ کہلاتے ہین۔ عراق سے ہجرت کر کے جب فلسطین اور مصر مین آئے تو مسلمانون کے روایت کے مطابق بادشاہ مصر جو خود سامی نسل کا تھا یہ معلوم کر کے کہ حضرت سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بہن ہین۔ عقد کی خواہش کی۔ مگر بعد کو جب اُسکو اپنی غلطی کا علم ہوا تو اسنے حضرت سارہ کو نہایت عزت و آبرو سے رخصت کر دیا اور اپنے ساتھ قرابت کے اشتیاق سے خود اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ کا عقد بھی حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوے اور ان کے چودہ برس کے بعد حضرت سارہ سے حضرت اسحٰقؑ ہوے غالباً حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ سے کسی بات مین ناچاقی ہوگئی اور وہ اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیکر بئر السبع (جو خاندان ابراہیمؑ کا مسکن تھا) سے جنوب ایک خشک وادی مین جا رہین۔ یہان حضرت ہاجرہ کی گریہ و زاری اور دعا سے خدا نے پانی کا ایک چشمہ پیدا کر دیا جو آب زمزم کے نام سے مشہور ہے۔ اس پانی کو دیکھکر قبائل جرہم کے لوگ بھی آکر آباد ہوگئے۔ اور وہان پر شہر مکہ آباد ہوگیا۔ حضرت اسمٰعیل نے خود جرہم کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور ان کی اولاد عرب مستعربہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضرت ابراہیمؑ اکثر اپنی اولاد کو دیکھنے بئر السبع سے تشریف لایا کرتے۔ اور اسی دوران مین دنیا کی سب سے پہلی مسجد یعنی بیت اللہ کو اپنے بیٹے کے ساتھ تعمیر فرمائی۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد مکہ پر قابض رہی اور انھین کے اولاد سے عدنان۔ فہر۔ قصی۔ ہاشم۔ عبد المطلب رؤساء مکہ ہوے ہین جو قریش کے نام سے مشہور ہین۔ اور آنحضرتؐ کے اجداد مین سے ہین۔ ان رؤساء مکہ کو مندرجہ ذیل شرف حاصل تھے۔ اوّل دار الندوہ کی ریاست جسمین تمام بڑے بڑے امور کا تصفیہ ہوتا۔ ہسلوا یعنی نظام فوج کا صیغہ

۳۔ تولیت یا حجابت کعبہ۔ ۴۔ سقایا یعنی حاجیون کو پانی پلانا۔ ۵۔ رفادہ حاجیون کے ضیافت کا انتظام۔

ملوک یمن جو یعرب کے نسل سے ہوے ہین انھون نے بقول عرب مؤرخین ۳ ہزار سال تک حکمرانی کی۔ انکی چوتھی یا پانچوین پشت مین سبا یا عبدالشمس نے سبا رکی بنیاد ڈالی اور کہتے ہین کہ اسی سے ستارہ پرستی کی ابتدا ہوئی اسی لیے ستارہ پرست ابتک سبائی یا صابی کے نام سے مشہور ہین۔ حمیر چھٹی یا ساتوین پشت مین ہوا ہے۔ اس کی موت پر سلطنت یمن دو حصون مین تقسیم ہوگئی۔ ایک سبا دوسرے ظفر۔ رومی مؤرخ اِرین نے یمن کی دو سلطنتین سباتھ اور اذفر کا ذکر کیا ہے۔ وہ یہی دو سلطنتین تھین انھین ملوک یمن کی فہرست مین شدّاد۔ لقمان۔ بلقیس۔ اور ذوالقرنین کے نام بھی ملتے ہین لیکن ان مین کسی کی نسبت کوئی محقق بات کہ آیا وہ واقعی یمن کے ملوک تھے نہین ملتی۔ خلاصہ یہ کہ ایک مدت تک یمن کی دو سلطنتین جُدا رہین تا آنکہ حارث نےپھر اُن دونون کو ملاکر ایک کرلیا۔ اور اسی کے وقت سے ملوک حمیری کا لقب تبّع چلا آتا ہے۔ مؤرخون نے لکھا ہے کہ ملوک حمیری سے ذوالمنار نے حبش تک اور ثمر نے ترکستان۔ تبت اور چین کو فتح کیا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ تبت کا لفظ تبع ہی سے ماخوذ ہے۔

اگرچہ ان ملوک یمن کے حالات پر افسانون کا تاریک پردا پڑا ہوا ہے۔ لیکن اسمین شک نہین کہ زمانہ قدیم مین ملوک یمن بابل اور مصر کی طرح ایک متمدّن دولت کے نگران تھے۔ مارب کے سیل ارم کے متعلق جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے۔ ہمین ہمکو تاریخی اشارون کی بنا پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی۔

ایک زمانہ مین یقیناً مارب اور سبا بھی بابل اور نینوا کی طرح دُنیا کے معروف اور مشہور
شہرون مین تھے۔ مارب کی شادابی اور سرسبزی کے متعلق مورخین عرب کا قول ہے
کہ باغات اور جنگلات کی وہ کثرت تھی کہ مہینون کی راہ مین انسان مشکل سے آفتاب دیکھ
سکتا تھا اور یہ تمام شادابی پانی کو اپنے اختیار مین کرنے یعنی بند ارم پر منحصر تھی جہان
پہاڑون کے سیل اور چشمون کا پانی جمع ہوکر باقاعدہ تقسیم ہوا کرتا تھا۔ یہ بند دو پہاڑون کے
درمیان پانچ فرسخ کے دور مین بنایا گیا تھا۔ اور سنگی عمارت جس کے ٹوٹے پھوٹے
نشانات اب بھی مآرب کے قریب پائے جاتے ہین۔ اسقدر مضبوط خیال کیا جاتا
تھا کہ لوگ اس سے ملا کر مکانات بنوانے لگے۔ ایک عرصے تک مرمت نہونے کے
سبب سے اسمین شکستگی کے آثار پیدا ہوگئے۔ بعض دور اندیش قبائل انجام کو دیکھ کر
وہان سے رخصت ہونا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ یہ بند ٹوٹ گیا اور تمام یمن کی خوشحالی
غرقاب ہوگئی بعض یوروپین مؤرخ اس واقعے کو میلاد مسیح کے بعد کا بتاتے ہین۔

آخری بادشاہ یمن عمران جس کے زمانے مین یہ حادثہ پیش آیا تھا اسکے بعد مدت تک
یمن مین بدنظمی اور تباہی پھیلی رہی۔ آخرکار تبع ثانی کے نام سے دوسرا سلسلہ ملوک یمن کا
شروع ہوا۔ اس سلسلے کے بادشاہان ممکن ہے کہ نہایت اولوالعزم رہے ہین۔ مگر
ان کے محیر العقول فتوحات جو بقول مورخین عرب کے تمام عجم چین منگولیا سودان۔ حبش
پر حاوی تھے اگر میلاد مسیح کے بعد واقع ہوے ہین تو اسکی شہادت کوئی تاریخ نہین دیسکتی
ہان یہ ممکن ہے کہ انمین سے بعض ملوک یمن سے باہر دوسرے عرب خطون کو قبضے
مین لائے ہون۔ اور یثرب (مدینہ) سے یہودیون کا اسیر کرکے یمن مین لیجانا تو ظاہر ہے
کہ ملوک یمن طیطس فاتح یروشلیم کے بعد ہوئے ہین کیونکہ یثرب کے یہودی طیطس کی فتوحات سے

بھاگ کر مدینہ مین آباد ہوے تھے - یہودی اسیرون سے یمن مین یہودی اثر پھیلنا شروع ہوا - آخری تبّع ذوالنواس جسکا پیشرو ایک نہایت ظالم اور فاسق شخص تھا - اور اسکی یہ خاص عادت تھی کہ نوجوان لڑکون کے ساتھ فعل شنیع کر کے انکا گلا کٹوا کر باہر محافظون مین پھینک دیتا ذوالنواس جو بہت خوبصورت تھا جب اسکی نوبت آئی تو وہ کسی ترکیب سے خنجر چھپا کر اپنے ساتھ لے گیا اور اس ظالم بادشاہ کو قتل کر کے اسکا سر باہر چوکیدار دن مین پھینکدیا اور خود آپ بادشاہ بن بیٹھا - ذوالنواس یہودیون کے اثر سے یہودی ہو گیا اور خصوصًا عیسائیون پر جنکی ایک مختصر آبادی نجران مین رہتی تھی نہایت سختی کرنے لگا - قرآن شریف مین ان عیسائیون کو مومن کہا گیا ہے اور ذوالنواس کے ان کو تنور مین ڈلوا دینے کا ذکر ہے - جب ان مظالم کی خبر اہل حبشہ کو پہونچی جو عیسائی مذہب تھے تو انھون نے یمن پر ایک مہم ارباط کے ماتحتی مین روانہ کی - یہ فوج عدن کے قریب اُتر کر یمن مین بڑھی اور ذوالنواس کو شکست دیکر تمام ملک پر قبضہ کر لیا - ذوالنواس خود سمندر مین ڈوب کر مر گیا - ان تمام واقعات کی تائید کتبون اور اہل حبش کی تاریخون سے بھی ہوتی ہے - یہ واقعہ غالبًا جسٹن قیصر قسطنطینہ کے زمانے کا ہے -

ارباط کی مخالفت مین ایک دوسرا حبشی سردار جو اصل مین ایک رومی غلام تھا - اور جسکا نام ابرہہ یا ابراہیم تھا اُٹھا - دونون سردارون نے آپس مین تلوار سے فیصلہ کرنیکا تہیہ کیا - ابرہہ کے ناک پر ایک زخم لگا جس کے باعث وہ ہمیشہ اشرم یعنی چپٹی ناک والے کے لقب سے مشہور ہو گیا - ارباط کو دھوکے سے ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا - اب ابرہۃ الاشرم یمن کا حاکم ہو گیا - اور نجاشی حبش نے بھی اسکی سرداری کا اعتراف کر لیا ابرہہ نے یمن مین عیسوی مذہب کی نہایت شد و مد سے ترویج شروع کی - صنعا

پاے تخت یمن مین ایک بڑا گرجا تعمیر کیا اور عربون کو مجبور کرنے لگا کہ وہ مکہ کا حج ترک کر کے اسکا حج کیا کرین - اہل قریش کو یہ بات ناگوار گذری اور ان مین سے ایک غیرتمند ایک رات صنعا کے گرجے مین جاکر اسکو ناپاک کر کے بھاگ گیا - صبح جب تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ اہل مکہ کا کام تھا تو ابرہہ بدلہ لینے کی غرض سے بہت بڑا لشکر جس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے کعبہ کے ڈھانے کو چلا - اسوقت مین عبدالمطلب رئیس مکہ تھے - اون کے کچھ اونٹ اہل حبشہ پکڑ لے گئے وہ ابرہہ کے پاس شکایت کے لیے آئے - ابرہہ نے ان کی بڑی تعظیم کی مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ صلح کے ارادے سے نہین بلکہ اپنے اونٹ طلب کرنے کے لیے آئے ہین تو اسکو بڑا تعجب ہوا - عبدالمطلب نے کہا کہ اونٹ میرا ہے اور کعبہ کی حفاظت وہ خود کرلے گا جسکا وہ ہے -

ایسے وقت مین خدا تعالے نے ایک وبا بھیجی - کہتے ہین کہ یہ چیچک کی بیماری تھی جو عرب مین سب سے پہلے ظاہر ہوئی - قرآن شریف مین اسکا ذکر اصحاب فیل کے سورہ مین یون ہے کہ چڑیون کا ایک دل ان پر چھوٹی چھوٹی آتشی کنکریان مارتی تھین جسکی مار سے فوج کے لوگون کا جسم کھائی ہوئی کھیتی کی طرح کرم خوردہ ہوگئے -

اس غیبی تائید سے کعبہ اور حجاز پر عیسائی حبشیون کا پھر قبضہ نہوا - ابرہہ خود بھی اسی مرض مین مبتلا ہوکر مر گیا - ابرہہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے یقسوم اور مسروق یکے بعد دیگرے اسکے جانشین ہوے - واقعہ اصحاب فیل کے دو برس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوے -

اہل حبشہ کے مظالم جب ناقابل برداشت ہوگئے تو عربون کا ایک وفد اہل فارس کی امداد حاصل کرنے کے لیے کسرے کے دربار مین گیا - کسرے نے

اس وفد کی طرف توجہ نہ کی اور ان کے سردار سیف کو کچھ انعام دے کر رخصت کر دینا چاہا۔ مگر سیف نے انعام لیتے ہی اسکو تمام حاضرین پر تقسیم کر دیا۔ اور یہ کہا کہ جس کے یہان خود سونے چاندی کی کانین ہون اوسکو ان روپیون اشرفیون کی کیا پروا۔ کسرےٰ نے اسکو سُنکر اپنا ارادہ بدل دیا اور اس کے ہمراہ ملک کے ان قیدیون کو جو واجب القتل تھے ساتھ کر دیا کہ اگر یہ مارے جائین تو گویا انکی جزا ہو جائے گی اور اگر زندہ رہے اور فتح کر لیا تو سلطنت عجم مین ایک ملک کا اور اضافہ ہو جائیگا۔

سیف ان چار ہزار قیدیون کو لے کر عدن مین اُترا۔ اہل حبشہ سے لڑائی ہوئی جسمین مسروق ایک ایرانی سردار بہراز کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسکی تمام فوج پراگندہ ہوگئی ایرانیون کے عمل دخل کے بعد کسرےٰ کی طرف سے سیف حاکم مقرر ہوا حبشیون پر سختی کرنے کی وجہ سے کچھ عرصے کے بعد حبشیون نے ایک سازش کر کے اسکو قتل کر دیا۔ اسکی جگہ بہراز قائم ہوا اور اس نے اسکے بدلے مین یمن کے تمام حبشیون کو ہلاک کرا دیا۔ اسی طرح کسرےٰ کی طرف سے یمن پر حاکم مقرر ہوتے رہے تا آنکہ باذان انحضرتؐ کے وقت مین اسلام لایا۔ اور عجمیون کا تعلق منقطع کر دیا۔

سلطنت حیرہ سیل ارم کے بعد بعض قبائل جو یمن سے نکل کر عرب کے دوسرے خطون مین آباد ہوگئے تھے۔ ان مین سے بنی طے نجد مین اور بنی خزاعہ نے مکہ کے قرب وجوار مین بود و باش اختیار کی۔ مالک اپنے قبیلہ ازد اور خداعی کو لیکر بحرین اور یمامہ مین جا رہا اسوقت عجمی حکومت عراق مین ضعیف ہو رہی تھی۔ ان قبائل نے یکبارگی عراق پر حملہ کر دیا اور دجلہ اور حلوان تک ملک کو فتح کرتے چلے گئے۔ آخرکار جب انکو عجمی شاہنشاہیہ کے مقابلے مین ہٹنا پڑا تو انھون نے زیرین فرات کو اپنا مستقر

بنا لیا - جہان کچھ عربی قبائل جنکو بخت نصر بادشاہ بابل شمالی عرب سے اسیر کرکے لایا تھا پہلے سے آباد
تھے - مالک - جو ان قبائل کا سرگروہ تھا اسنے اپنا پایۂ تخت پہلے انبار مقرر کیا اور اسکے
بعد حیرہ کو - یہ دونون مقام زیرین دجلہ اور فرات کے درمیان شط الحی پر واقع ہین اسی
دریا پر اسلامی شہر واسط بھی آباد ہوا تھا - ملوک حیرہ کی ابتدا اغلباً میلاد مسیح کے دوسری صدی
مین ہوئی ہے - اور خلافت حضرت عمرؓ تک انکی سلطنت باقی رہی - یہ ملوک بعد کو عجمی اثر
مین آگئے تھے - مالک نے اپنی سلطنت کے اندر بت پرستی کو رواج دیا - ایکبار جب کہ وہ
بھیس بدلکر باہر پھر رہا تھا ایک شخص سلیمہ کے تیر نے اتفاقاً اسکا خاتمہ کر دیا - جدیمۃ الابرص
اسکے جانشین نے اپنی سلطنت کو بحرین اور نجد تک بڑھا لیا - اسنے سب سے پہلے عرب
مین فوج مرتب کی ہے اور پہلا شخص ہے جسنے منجنیق کا استعمال کیا ہے - ملوک اہل یمن نے
اس کے ملک پر حملہ کیا اور اسکو ہزیمتین اٹھانی پڑین مگر خود اہل یمن کے فوج مین نفاق
پھیل جانے کی وجہ سے اسکی سلطنت پر کوئی حادثہ نہ آیا -

جدیمہ کے بعد عمرو جو اسکا نواسہ اور قبائل بنی لخم (یہ قبیلہ اب بھی دریاے دجلہ کے
کنارے آباد ہے اور اب اسکو بنی لام کہتے ہین) کے رئیس کا بیٹا تھا بادشاہ ہوا اور اسی سے
قبائل بنی لخم کا سلسلہ شروع ہوتا ہے - عمرو نے شام کی عربی ملکہ سے جدیمہ کے خون کا بدلہ
لیا - جسکو اسنے دھوکے سے مرڈالا تھا اور اس کے بعد اسکی سلطنت بھی اپنی سلطنت
مین شامل کر لی - انھین ملوک مین نعمان نے شام کے اور ممالک بھی فتح کیے اور اپنے
ملک کو شاداب اور سرسبز بنانے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا - اسی کے بنوائے ہوے
دو عالیشان محل خورنق اور سدیر ابتک عرب مین ضرب المثل ہین - یہ نعمان بہرام گور
کا اتالیق بھی تھا کہتے ہین کہ اپنے شاہی مہمان کے خاطر یہ دو محل اسنے تعمیر کرائے تھے -

بادشاہان حیرہ کے آخری مشہور بادشاہون مین سے منذر اول اور منذر ثانی ہین جنھون نے نوشیروان اور قباد کی رومیون کے خلاف نہایت قابل قدر امداد کی اور رومی معترف ہین کہ اسوجہ سے انکو پچاس برس تک راحت اور امن نصیب ہوا۔

منذر ثالث کو قبیلہ بکر نے اسیر کرکے حارث کو اسکی جگہ پر بٹھایا۔ اسوقت ایران کی کمزوری اور بدنظمی سے سلطنت حیرہ بالکل خودسر ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ آخری بادشاہ منذر خامس کے زمانے مین مسلمانون نے عراق کی حکومت مین اسکو بھی شامل کرلیا۔

سلطنت غسان انھین قبائل مین مین سے جو شمال و مغرب کی طرف گئے وہ دمشق کے قریب غسان ایک مقام کی سرسبزی اور شادابی دیکھکر وہین رہ پڑے۔ ان پر کچھ عربی قبائل پہلے سے قابض تھے۔ خصوصًا ایک قبیلہ صالح جو عیسائی ہوگیا تھا اور جسکو رومیون نے شام کی سرحد کے محافظت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان نووارددن سے کسی معاملے مین غالبًا خراج کے دینے دلانے مین جھگڑا ہوگیا۔ اور انھون نے قبیلہ صالح کو نکالکر انکے بہت سے امرا کو قتل کرڈالا اور ان کی زمین پر قبضہ کرلیا۔ یہ فاتح قبائل اوس اور خزرج کے تھے۔ اور انکی حکومت میلاد مسیح کے ۳۰ برس بعد سے خلافت حضرت عمرؓ تک تقریبًا ۶۱۹ برس رہی اور اسمین ۳۲ یا ۳۷ سلاطین گذرے ہین۔ ان سلاطین نے مذہب عیسوی اختیار کرلیا اور سلاطین حیرہ کے خلاف رومی سلطنت کے حلیف تھے۔ آخری بادشاہ غسان جبلہ مسلمان ہوکر مدینے مین رہنے لگا تھا مگر ایک بار اسنے غصے سے حالت حج مین ایک حاجی کے طمانچہ ماردیا جسکا پیر بھولے سے اسکی چادر پر پڑگیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مساوانہ فیصلہ سے سرتابی کرکے مرتد ہوگیا۔ اور وہان سے بھاگ کر قسطنطینہ چلا گیا۔

سلاطین غسان نے دمشق پر بھی حکومت کی ہے۔ چنانچہ پولوس نے دمشق کے بادشاہ عرب کا ذکر کیا ہے۔ ایکبار ہرمز نے ان عیسائی عربون سے خراج طلب کیا لیکن انھون نے روم کی مدد پر انکار کر دیا اور دلیری سے اسکا مقابلہ کیا۔ عراق کی سرسبزی کو پامال کرتے ہوے ہرمز اور اسکی فوج کو گھیر کر تباہ کر ڈالا۔ لیکن بعد کو شاپور نے جسکو عرب ذوالکتف کہتے ہین (یعنی وہ قیدیون کے کا ندھون کو چھید کر رسیون سے اکھڑوا کر اذیت دیا کرتا) عیسائیون سے نہایت بے رحمانہ بدلہ لیا اور عربون کو قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ تک پہونچ گیا۔

ملوک یمن۔ حیرہ اور غسان کے علاوہ اور بھی قدیم عربی سلطنتین تھین۔ اور ان کے امرا اپنی شان و شوکت کے لیے مشہور تھے۔ اس زمرے مین بنی کندہ۔ معاد۔ بنی کلاب کے سلاطین ہین۔ اگرچہ تاریخ نے زیادہ تر انکی آپس کی خانہ جنگیون کا ذکر کیا ہے۔ مگر انکا بڑی طاقت کے مقابلے مین قائم رہنا اور مخالف قوم کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صرف قبیلون کے شیخ نہ تھے۔ بلکہ متمدن حکمران کی حیثیت رکھتے تھے۔

یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سلاطین عرب کی فہرست مین بہت سے اولوالعزم عورتون کے نام بھی ملتے ہین۔ بلقیس ملکہ سبا سے تو عوام واقف ہونگے مگر یہ نہ جانتے ہونگے کہ یمامہ کے ملک کا نام وہان کی حکمران عورت کے نام پر رکھا گیا ہے کتاب ایوب مین جہان اس بات کا ذکر ہے کہ صابیون نے انکی مویشی لوٹ لیے تھے وہان کلدانی مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان صابیون کی رئیسہ ایک عربی ملکہ لیلے تھی۔ معاویہ کے نام کی کئی امرا عورتون کا ذکر دوسرے مفسرین توریت نے بھی کہا ہے۔

جب اہل غسات نے قسطنطینہ کا محاصرہ کیا تو رومی شاہنشاہ کی مدد کے لیے ایک

فوج ایک عربی ملکہ کے طرف سے گئی تھی۔ آخر مین عربی شاہزادی زینوبہ (زینب) کے معرکہ رومی قیاصران کے مقابل مین بھی قابل ذکر ہین۔ یہ ملکہ بڑا کی تھی جسکا ذکر آگے آتا ہے۔

ملوک بنی اسمٰعیل قدیم زمانہ سے فلسطین اور مصر کے سرحد دار بنی اسمٰعیل کے روسا رہے ہین ان کے بے شمار لڑائیان مصریون۔ کنعانیون۔ اسوریون سے ہوئین جسمین آخر دشمن انسے عاجز ہی رہا۔ ڈایوڈورس نے لکھا ہے کہ تیرہ سو برس قبل میلاد مسیح سیسوطرس بادشاہ مصر کو انھین کے خوف سے جزیرہ نما سینیا کی سرحدات کو مستحکم کرنا پڑا۔ یہی بنی اسمٰعیل کے اُمراء تھے جنھون نے حضرت موسےٰؑ اور بنی اسرائیل کو اپنے زمین عدوم سے فلسطین مین گذرنے کی اجازت نہین دی۔ جب حضرت داؤدؑ کا زمانہ آیا تو اُنھون نے اپنر کچھ دنون کے لیے تسلط پاکر بنی اسرائیل کی فوج محافظت کے لیے مقرر کی تھی لیکن حضرت سلیمانؑ کے بعد وہ خودسر ہو گئے۔ بخت نصر نے جب القدس پر حملہ کیا تو بنی اسمٰعیل نے بھی اسکی مدد کی تھی۔

باوجودیکہ ان کے اردگرد بابل۔ اسور۔ ایران۔ یونان کی عظیم الشان وہ تین پیدا ہوئین اور مٹ گیئن مگر بنی اسمٰعیل کو تابع کرنے کی کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ جن سلاطین نے مثلاً پیلیس کنشوب یا کیخسرو نے عرب کی حکومت کا دعوےٰ کیا ہے۔ وہ صرف برائے نام چند قبیلون سے زیادہ نہ تھی انٹیاکس نے اپنے زمانے مین چار ہزار پیادے اور ۶۰۰ سوار بھیجے تاکہ ان اسمٰعیلیون کی سرزنش کرے جنھون نے اسکو خلیج اسفالیت (بحر مردار) سے زفت برآمد کرنے مین ہارج ہوے تھے مگر ان عربون نے سب کو گھیر کر فنا کر دیا۔ سکندر اعظم کے بعد جب اسکی سلطنت چار حصون مین منقسم ہوئی

توشام ومصر کے حصے مین کچھ عرب کا بھی حصہ ترکے مین ملا تھا مگر وہ صرف چند سرحدی نخلستان یا بحر احمر پر دو ایک بندرگاہون سے زیادہ نہ تھا۔ میلاد مسیح سے دو سو برس قبل بنی اسمعیل یہودیون کے خلاف مصریون اور شامیون کو مدد دیتے رہے ایک سو ستر برس قبل مسیح انکا رئیس حارث جنکو یونانی ارتیا لکھتے ہین فلسطین کی سرحد سے عمان تک حکومت کرتا تھا۔ مشہور یہودی مورخ یوسفس کے بیان کے بموجب حارث نے دمشق کے بادشاہ کو شکست دیکر بیت المقدس پر چالیس ہزار آدمیون سے چڑھائی کی۔ مگر بعد کو جب معلوم ہوا کہ رومی انکی مدد پر ہین تو وہ واپس چلا گیا۔ جب رومیون کا غلبہ مصر وشام سے فرات تک ہوگیا تو رومی والیون کو ہمیشہ ان اسمعیلی امرا سے جنگ کرنا پڑتی جسطرح آجکل سرکار انگریزی سرحد پر افغانی قبائل سے جنگ کرتی ہے۔

رومی تاریخ مین ان امرا کے نام ارتیاس (حارث) ملکاس (مالک) عبداس (عبیدہ) ملتے ہین۔ انتونی نے مالک کو شکست دیکر اسکو ملکہ کلیوپترا کو خراج دینے پر مجبور کیا۔ مگر صرف تھوڑے دنون کے لیے۔ پلوتارک نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اغسطس نے اپنی طرف سے ایک بادشاہ ان پر مقرر کرنا چاہا مگر انھون نے فوراہی اپنی طرف سے ارتیاس (حارث) کو مقرر کرلیا۔ یہ رومی سلطنت کے ساتھ صلح جو طریقہ سے رہنے لگا۔ اغسطس ہی کے زمانے مین رومی حاکم مصر نے یمن پر ایک مہم بھیجی۔ یہ ۸۰ جنگی جہاز ۱۳۰ جہاز باربرداری دس ہزار رومی سپاہ پانچ سو یہودی اور ایک ہزار اسمعیلی حلیفون پر مشتمل تھی۔ عربی راہبر نے دھوکہ سے بحر احمر کے نہایت مخدوش مقامات سے لے جاکر

موئلہ پر یہ مہم اتاری جسمین رومیون کے کئی جہاز غرق ہوگئے - موئلہ سے چلکر اس مہم کو مکہ اور مدینہ کے صحرا اُن کوسٹے کرنے مین بڑی مصیبت پیش آئی - لیکن آخرکار نجران پہونچکر اس ملک پر قبضہ کرلیا - اہالی بھاگ کر پہاڑون پر چلے گئے - وہانسے کوچ کرکے یہ فوج عنطا اور الزولہ مین داخل ہوئی - ان محاربون مین دس ہزار عرب کام آئے -

اسکے بعد فوج مآرب کو بڑھی جو اسوقت یمن کا پائے تخت تھا - یہان پہونچکر فوج مین بددلی پھیل گئی - اور سپاہی نہایت پریشان ہو گئے - چند ماہ گذرنے کے بعد رومی فوج براہ جاز اسکندریہ کو واپس آئی - لیکن راستے مین بنی اسمٰعیل کے حملون اور ملک کی دشواریون سے اسکا بہت بڑا حصہ ضایع ہوگیا - عربی راہبر دغابازی کے جرم مین قتل کیاگیا - رومی سردارون نے یمن کے متعلق جو رپورٹ کی ہے اسمین یمن کے کثیر باغون سونے کی کانون - شہد - موم - لبان وُمرہ اور دوسری خوشبودار مصالحون کی پیداوار کا ذکر کیا ہے - بعض یوروبین مؤرخین کا گمان ہے کہ مارب کے بند کو رومی فوج ہی نے توڑڈالا تھا -

پترا جو بنی اسمٰعیل کے سلطنت عدومیہ کا پائے تخت تھا (یہ غالباً عربی الحجر کا ترجمہ ہے) ستر٘ہ سو برس قبل مسیحؑ سے زوال سلطنت رومہ تک یہ شہر نہایت پُر رونق اور مشرق اور مغرب کی تجارت کا مرکز سمجھا جاتا تھا - اسکی خوشحالی اور شادابی کی وجہ سے عرب کے باغ ارم شداد کا اشارہ شاید اسی طرف ہے - رومیون نے اپنے وقت مین اسکا کئی بار محاصرہ کیا لیکن ناکام رہے - آخرکار انکی سلطنت مٹنے سے اسکا بھی زوال شروع ہوا - اور رفتہ رفتہ اسکی قدیم عظمت ریگستانون مین

دب گئی - محاربۂ صلیبی مین اسی مقام پر ترکون اور مصریون کا خزانہ محفوظ رہتا تھا
رقیم جسکا ذکر کتاب یشوع مین ہے اور جس کے معنی الحجر یا پترا کے ہین - غالباً یہی
جگہ ہے - عرصے تک گمان تھا کہ موجودہ قصبہ کرک جو فلسطین کے مغرب واقع ہے وہ
پترا کی جگہ واقع ہے - لیکن اب محققون نے اس سے پرے اس کے آثار ڈھونڈھ
نکالے ہین - اسکے چارون طرف اب لق و دق میدان ہے - اور اس کے اندر
یہ عظیم الشان کھنڈرات انسانی دل پر بہت اثر پیدا کرتے ہین -

قدیمی عربون کی تمدنی اور اقتصادی حالت

عربون کی ہمیشہ دو قسم ہی ہین ایک مدنی یعنی شہر کے رہنے والے لوگ - دوسرے بدوی یعنی بیابان
مین رہنے والے - قدیم زمانے سے یہی تفریق عربون کی نسل مین برابر موجود رہی
اور آجتک بھی اسی حالت مین باقی ہے - بدوی لوگ ہمیشہ شہر کے رہنے
والون اور انکی حرفت و زراعت کو حقارت کی نظر سے دیکھتے رہتے اور اگر
خود انہین کا کوئی شخص شہریون کی طرح رہنا اختیار کرتا تو وہ پھر ان کے سوسائٹی
مین داخل ہونے کے قابل نہین رہ جاتا تھا - بدویون کا سب سے بڑا معزز پیشہ
گلہ بانی ہے اور بھیڑ بکریون کی کثرت و قلت ان کی دولت کا معیار تھا - انکے
تعلقات شہر کے لوگون سے بہت کم ہوتے تھے اور ان کی ضروریات پوشش اور خورش
بھی عموماً ان تکلفات اور آرائش سے خالی ہوتے تھے جو شہریون کے لیے مایۂ فخر ہوتین ہین انکی
خوراک کھجور یا اونٹ کا دودھ - اور انکا لباس اونٹون کی بالون کی عباؤن اور کرتون پر
منحصر تھا -
اسطرح سادہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ نہ انکو عمدہ محلون کی اور نہ زمین اور باغ کی ملکیت

کی پرواہ ہوتی لیکن جس کی وہ سب سے زیادہ قدر کرتے تھے وہ انکی آزادی ہے۔ آزادی کے فطری شوق کے آگے انکے سامنے اہل شہر کے آرام اور آسائش کے سامان ہیچ تھے۔

بدوی بنی اسرائیل کے انبیا اور جناب سالتمآب کے زمانے سے لیکر اب تک اسی وضع و طریقے پر ہے چٹیل کف دست میدان اور خشک پہاڑیان جہان وہ بلا کسی پابندی کے گھوم پھر سکین انکو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہین جو چیز کہ ہماری آنکھون کے سامنے ایک ہو کا عالم ہوتا ہو وہ بدوی کے نظر مین سب سے زیادہ دلفریب اور راحت بخش منظر ہے۔ اسمین اسکے جسمانی آزادی کے ساتھ خیالات کی آزادی بلند پروازیان کرتی ہین۔ وہ اپنے سادے خیمون کو تمام خوبیون کا منبع جانتا ہے۔ وہ شہرون کے سامان راحت اور تمدن کے مقابل اپنی ریگستانی آزادی کو کسی قیمت پر بیچنے کے لیے راضی نہین ہو سکتا۔ ہکا مقولہ ہے کہ انسان کی تمام آرزوؤن اور خواہشون کا لب لباب اور جس نعمت سے بہتر خدا نے کوئی دوسری نعمت عطا نہین کی وہ تلوار۔ گھوڑا۔ باعصمت زن اور شاعری ہے۔ ابو الفدا نے ذکر کیا ہے کہ جب ایک بدوی عورت سے خلیفہ دمشق نے نکاح کیا تو وہ اپنے قدیم مسکن اور آزادی کی یاد مین بیقرار رویا کرتی اور یہ یہ اشعار پڑھا کرتی۔

شمالی ریگستان کے بعض خطون مین بدویون کے ایسے قبایل بھی تھے جنھون نے گلہ بانی کا پیشہ ترک کر دیا تھا اور شہر بنا کر کے مثل شہریون کے رہنے لگے تھے۔ بعض تو زراعت کرنے مین مشغول ہو گئے اور بعض نے اپنے بازو کے قوت سے کمانے کا طریقہ یعنی آس پاس کے شہرون پر حملہ کرنا اور لوٹنے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ جب رومیون کے اقبال کا زمانہ آیا تو ان کے شہرون پر بھی رومیون نے حملے کیے بعض کو تباہ و برباد کر دیا اور جو باقی رہے وہ اطاعت پر مجبور ہو گئے۔ کتاب عہد نامہ قدیم مین بھی یہ ذکر آیا ہے کہ بعض عرب قبائل

بادشاہ یہودا کو خراج دینے پر مجبور ہوگئے۔ جب انکی آزادی مین اسطرح خلل واقع ہونے لگا تو انھون نے خانہ بدوشی کو غنیمت سمجھا۔ جہان ان پر کوئی جابر بادشاہ کسی طرح غالب نہین آسکتا۔ ڈایو ڈورس نے ذکر کیا ہے کہ نیاتھیون کے نزدیک (بنی اسمعیل) گھر بنانا۔ درخت لگانا۔ شراب پینا ناقابل معافی جرم تھا۔

شہریون کی حالت اُن سے بالکل مختلف اور جُدا تھی۔ وہ زمین کی ملکیت اور تقسیم اور کھیتی باڑی کے کامون مین کسی قدیم قوم سے پیچھے نہین ہین۔ اگرچہ ان کے اصول زراعت و فلاحت کی ہمارے پاس کوئی معلومات نہین۔ لیکن اسکی پوری شہادت ہے کہ ان کی تجارت کو خاصی ترقی تھی عربون نے اپنے گرد جزیرہ کے سمندرون مین سب سے پہلے جہاز رانی کی ہے اور وہ سب سے پہلی قوم ہے جس نے مشرقی تجارت کا دروازہ مغربی ممالک پر کھولا ہے حضرموت سبا۔ عمان قدیم سے تجارت کی عظیم الشان منڈیان رہی ہین وہ بحر احمر اور خلیج فارس حتی کہ بحر عرب کو متعدد بار عبور کر کے دوسرے ملکون مین پہونچے ہین۔ جسکا علم اسوقت تک اہل یورپ کو نہ ہوا تھا۔ انھین کی بدولت بنی اسرائیل کی قربانگاہ پر کثرت سے بخورات کا استعمال موسیٰؑ کی شریعت بن گئی ہے۔ اور انھین کے طفیل سے مصر کی لاشون کی ممیان بنتی تھی۔ مصر کے قدیم شہر عربون سے تجارت کیا کرتے۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانے مین بحر احمر کی تجارت سے انکو خاص نفع تھا اور رومیون کے وقت تک اہل سبا کی تجارت گاہین ہندوستان اور دیگر مشرقی اشیا سے معمور تھین اہل یمن کے تجارت کے متعلق صحف انبیاء بنی اسرائیل مین بھی کثرت سے ذکر پایا جاتا ہے۔ بنی حزقیل نے صور وصیدا کی تجارت کا جہان خاکہ کھینچا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کہانتک عربون کے ساتھ قدیم قومون کے تجارت و معاملات مشہور ومعروف ہوگئے تھے۔ وہ کہتے ہین "اہل طرشیش بڑے تاجر ہین۔ اس سبب سے کہ کیا اس

بہت تجارتی سامان ہے۔ وہ چاندی۔ سونے۔ سیسہ۔ رانگا کے ڈھیر تیرے میلون مین تجارت
کے خاطر لاتے ہین۔ اہل ویدان قیمتی کپڑے لاتے ہین۔ شام کے لوگ ہر قسم کی دستکاری
مہیا کرتے ہین۔ وہ تیرے بازار مین لا۔ عورد۔ زمرد۔ اور زردوزی کے کام کے عمدہ کتان۔
مونگے۔ زبرجد لاتے ہین۔ ایوب نے بھی ایسی ہی قیمتی اشیاء کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً موتی۔ یاقوت
زمرد وغیرہ۔ ڈایوڈورس کا تو یہ خیال ہے کہ یمن کے لوگ انتہا درجے کے مالدار تھے اور
ان کے ملک مین کسی چیز کی کمی نہین۔ اسی طرح قدیم یونانی مورخ اگاتہرادس نے بطلیموس کے
زمانے یعنی مسیح سے دو سو برس قبل یمن کی تجارت کا حال لکھا ہے۔ اوسوقت عرب
مصر اور ہندوستان کے درمیان سلسلہ تجارت کا واسطہ تھا اور عرب کے بندرگاہون مین
یونانی ہندوستان کی اشیا خریدنے آیا کرتے۔ وہ لکھتا ہے کہ سبا مین تمام چیزین۔ جو
زندگی کی آسائش کے لیے ضروری ہین پیدا ہوتی ہین۔ زمین مین اس کثرت سے خوشبودار
مصالح کی پیداوار ہوتی ہے اور ہوا ان کی خوشبو سے ایسی معطر ہو جاتی ہے کہ اہل شہر گھبرا کر بدبودار
چیزون کا استعمال کرنے لگتے ہین۔ وہ اپنا کھانا خوشبودار لکڑیون سے پکاتے اور آرام کے ایسے
سامان قدرت کی طرف سے مہیا تھے کہ انکو کسی بات کی ضرورت نہوتی۔ اور اسی سبب سے
انکا ملک خوش حال کہلاتا ہے۔ یمن کا ہر فرد بشر بادشاہ سے زیادہ غنی و دولتمند
ہوتا ہے۔ ان کے گھرون کے ستون سونے چاندی سے منڈھے ہوتے ہین۔ ان کے دروازے
ہاتھی دانت کے بنے ہوتے اور ان کے استعمال کے برتن مین جواہرات لگے ہوتے ہین
وہ اپنی روزمرہ کے استعمال کے چیزون کی نفاست مین دنیا کے تمام لوگون پر فوقیت رکھتے
تھے۔ دوسرے مؤرخون نے بھی اسی طرح یمن کی خوشحالی کا ذکر کیا ہے۔ ایرین نے اپنی
کتاب سرطیس مین ان کی نفیس پوشاکون ان کے چاندی اور سونے کے برتنون اور انکی

عورتون کے زیورون کی بڑی تعریف کی ہے۔ اسٹرابو نے ان کے سونے اور جواہرات کے کنگن اور ہار اور استعمال کے برتن جو سونے اور جواہرات کے بنے ہوتے ہین کی ایسی ہی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یمن مین سونا اس کثرت سے دستیاب ہوتا ہے کہ اسکی قیمت تانبے اور لوہے سے ایک دو ہی حصّہ زیادہ ہوتی ہے۔ یمن مین اسکے خالص ڈھیلے پہاڑون کے درون مین بقدر زیتون کے پھل کے ملتے ہین۔ ڈایوڈورس نے بھی ایسا ہی راگ گایا ہے۔ اگرچہ یہ باتین مبالغے سے بیان کی گئی ہین لیکن کچھ نہ کچھ اسکی اصلیت ضرور تھی۔ جو چیزین خصوصاً عربی ممالک سے باہر جاتی تھین اور جنکا رومی مورخون نے ذکر کیا ہے۔ اسمین سونا چاندی لوہا۔ جست۔ رانگ۔ تانبا۔ جس سے استعمالی برتن اور ہر قسم کے زیور بنائے جاتے تھے۔ ہاتھی دانت۔ کچھوے کی ہڈی۔ بلور۔ اصنام۔ کپڑے۔ عسکری لبادے۔ دھاری دار چادرین۔ ململ۔ ریشم۔ کتان۔ موٹے کپڑے۔ رنگے ہوے کمل۔ خوشبودار مصالحے جن کی دس بارہ قسمین تھین۔ پیریلس نے بیان کیا ہے کہ شہد۔ شکر۔ مرچ۔ آنکھون مین لگانیکا سرمہ۔ مور اور بندر وغیرہ اور اس قسم کی دوسری چیزین عربون کی تجارت کے ذریعے ہندوستان سے مغربی ممالک مین پہونچتی تھین۔

خود عرب کی پیداوار مین سے اوّل تو خوشبودار مصالحے ہین جو قدیم سے مشہور چلے آتے ہین اور جنکا ذکر نبی اسرائیل کے پیغمبرون اور قریب قریب تمام یونانی اور رومی مورخ نے کیا ہے۔ مر۔ لبان۔ ایک قسم کا تیل جس سے قدیم مین عطر نکالا جاتا تھا۔ بلسان۔ قہوہ آخرالذکر قدیم سے عرب مین پیدا نہین ہوا کرتا تھا۔ بلکہ اسکی پیداوار کثرت سے افریقہ مین ہوا کرتی تھی۔ خیال غالب ہے کہ حبشیون نے یمن مین اسکا رواج دیا ہے۔ مگر قرون اولے کے مسلمانون کو ان کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا ورنہ شریعت مین ضرور کچھ نہ کچھ اس کے استعمال کے

بارے مین ذکر ہوتا - انگور کی بھی کاشت عرب مین ہوتی تھی لیکن بہت کم اور اسی واسطے
عرب مین ہمیشہ سے انگوری شراب بہت قیمتی سمجھی جاتی تھی - ابوالفدا لکھتا ہے کہ عرب
اپنے انگورون اور کھجورون پر رال لگا دیا کرتے - شکر کے متعلق جو عرب ہندوستان سے لاتے
تھے رومیون مین خیال تھا کہ یہ دانے درخت مین اُگتے ہین اور اسکا استعمال بہت
دنون تک دوائیون مین ہوتا رہا - آخرکار اسلامی عربون ہی نے گنّے کی کاشت اور شکر
بنانے کے طریقے یوروپ مین رواج دیے - عربون کی تجارت کن کن ممالک سے تھی اور وہ
کیا چیز باہر لے جاتے اور کیا چیز اپنے ملک مین لاتے اس کے بارے مین معلومات کافی نہین -
لیکن انکی تجارت کو نہایت ترقی تھی اور وہ اس سے معقول نفع اُٹھاتے تھے اسکا ثبوت اُن کے
آرائش اور آسایش کے سامان سے ملتا ہے - جسکا قریب قریب ہر مورّخ نے ذکر کیا ہے
ان کی دُنیا سے کثیر تجارتی معلومات اسی سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ صرف اپنی ہی ملک کی
چیزین مغرب کی بازارون مین فروخت کے لیے نہ لے جاتے - بلکہ دوسرے ممالک کے
تجارتی سامان بھی جنکے وہ وکیل ہوتے - جغرافی حیثیت سے عرب کا ملک ایشیا - یوروپ -
افریقہ کی تجارت کا مرکز تھا - قدیم زمانے مین عربون کے تجارتی مراکز بحراحمر کے مغربی کنارے
پر ارسنو - میوس - ہرسوس - ٹولیموس - بھتون - اور اودرلیس جہان اغلطس کے زمانے
مین رومیون کی فوج رہتی تھی - یہ مقامات غالبًا ۲۰ درجہ طول البلد مین واقع تھے -
بحرعرب کے ساحل پر ایلانا یا ایرن گا برھو سے تقریبًا ہزار میل خلیج کے نیچے اور اوسیلس
اہنائے دہری یا باب المندب کے کنارے عدن قدیم سے ہندوستان اور عرب کے تجارتی
مرکز تھے جو جہاز ابنائے باب المندب کو عبور نہ کرسکتے وہ اپنا سامان اسی بندر پر اُتارتے
شاہنشاہ کلاڈیس نے اپنے زمانے مین اسکو تباہ کردیا تھا کہ رومیون کے تجارتی امور مین

دوسری قوم مقابلے مین نہ آوے۔ لیکن قسطنطین کے زمانے مین پھر یہ آباد ہوکر اپنی پرانی جگہ
لے لی۔ کانے۔ سہار۔ موسکا د مسقط بھی عرب کی مشہور تجارت گاہین تھین جہان سے خوشبودار
اشیا باہر کو جاتی تھی۔ جرہہ خلیج فارس پر ایک اور مشہور مقام تھا۔ پلائنی نے لکھا ہے کہ یہ
شہر پانچ میل کے دور مین بنا ہوا تھا۔ اور اسکی دیوارین اور برج پتھر کے نمک سے بنے ہوے
تھے۔ اگاتھر سائڈس نے یہان کی دولت کا مقابلہ سبا اور یمن سے کیا ہے۔

عربون کی تجارت صرف سمندرون پر موقوف نہ تھی۔ سمندر کے خطرات و جہاز رانی کے
مشکلات کے سبب سے وہ اپنا بہت سا تجارتی مال خشکی کے راستے سے دوسرے ملکون مین
لے جاتے۔ اس لیے عرب مین اندرونی کاروانون کے راستے بھی موجود تھے۔ اہل جرہہ
(اس مقام پر موجودہ جغرافیہ دانون کا خیال ہے کہ الاحسا بحرین کا پایۂ تخت القطیف آباد
ہے) ریگستان کو عبور کر کے پترا۔ بصرے اور دمشق پہونچتے تھے۔ اور اسٹرابو نے لکھا ہے
کہ اہل غنشیا کو خوشبویات اہل عرب سے تجارت ہی مین ملتی تھین جسکو وہ بحر روم کے بندرگاہون
مین لیجاتے۔ اہل قریش یعنی اہل مکہ ہمیشہ اندرونی تجارت کے لیے مشہور تھے بلکہ انکی
تجارت سے دولت پیدا کرنے کے باعث ہی انکا نام قریش یعنی پیسے والا پڑ گیا۔ جاڑے
مین انکا قافلہ یمن مین جاتا اور وہان سے عدن اور موسے سے یمن اور ہندوستان کی قیمتی
اشیا خرید کر دوسرے موسم مین شام لے جاتا۔ اور وہان سے قیمتی کپڑے اور مغرب کے
سامان خرید کر کے مکہ واپس لاتا۔ اگاتھر اسائڈس اور ڈایوڈورس نے اس کا بھی ذکر
کیا ہے کہ عرب مین ہر سال ایک مذہبی میلہ لگا کرتا تھا (جو یقیناً حج تھا) اور اس میلے مین
ہر قسم کی تجارتی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی۔

ان اندرونی تجارتون کی ترقی اور گرم بازاری ملک کی پولٹیکل حالت پر موقوف

ہوتی۔ جب اہل فینیشیا کی بحری تجارت کو زوال آیا تو مصر نے اسکی جگہ لے لی۔ اور جو
قافلے صور وصیدا کو جاتے تھے وہ اب اسکندریہ کی طرف جانے لگے اور اسکندریہ مشرق
کی تجارت گاہ بن گیا۔ جب رومیون نے مصر کو فتح کیا تو تجارت اور ثروت انکی طرف
منتقل ہوگئی۔ رومیون کو عربی اشیاء خریدنے کا اسقدر شوق تھا کہ پلائنی نے شکایتاً
لکھا ہے کہ سال مین چار لاکھ پونڈ صرف انھین فضول آرائشون پر صرف کیے جاتے مین
ہوریس نے اپنے شاگرد کو بھی ایسے ہی طعنے دیے ہین کہ وہ بجائے فلسفیون کا طریقہ رکھنے
یا سپاہیون کی وضع اختیار کرنے کے عربی آسائشون پر اسقدر بیجا صرف کرتا ہے۔ رومیون
کے بعد عرب اسلامیون نے اور اسی طرح ان کے بعد اہل پرتگیز، ولندیز اور انگریزون نے
تجارت پر کامیابی حاصل کی۔

غیر ملکون کے ساتھ ان رسل ورسائل کے باوجود عربون کا قومی طرز ہمیشہ بے لوث رہا
وہ ویسی ہی آزادی کے دلدادہ اور شیدا رہے اور دلیر وجنگجو ہونے کے باعث وہ ہر چیز کو
جو ان کو اپنے دست بازو سے حاصل ہوسکے اسپر اپنا حق سمجھتے تھے۔ ان کا قول
تھا کہ خدا نے ان کی قسمت مین قدرتی دولت کے زیادہ حصے کی جگہ جسمانی اور دماغی
دولت دی ہے۔ اور اس کے ذریعے سے وہ اپنی پہلی کمی کے پورا کرنے کے حقدار ہین
عرب فطری طور پر کینہ پرور۔ زود رنج۔ سخت طبیعت والے اور نام ونمود کے بڑے
دلدادہ ہوتے ہین اور بعض اوقات ان کی بیجا خشونت یا مباہات قبائل مین
تفرقے ڈالنے کو کافی ہوتی اور ان کے اندر آپس مین جنگ وجدال کا بازار گرم
ہوجاتا۔ اس قسم کی قبائلی جنگ قبل اسلام دو ہزار سے زیادہ ہین۔ قبائل اوس
اور وباس مین چالیس برس تک جنگ قائم رہی اور بنائے خصومت یہ تھی کہ

مسابقت خیل مین ایک قبیلہ کے آدمی نے مخالف قبیلہ کے گھوڑے کو بھڑکا دیا تھا
اسی طرح جنگ بسوس جو بنو بکر اور بنی تغلب مین ایک اونٹ کے تھن کاٹنے پر ہوئی تھی
وہ تاقیتکہ کے فریقین کے تمام مشہور آدمی کٹ نہ لیے ختم نہوئی - جنگ لفزادت جسنے تمام
غسان مین آگ لگادی تھی وہ ایک بڑھیا عورت کے گھن کے برتن اُلٹ دینے پر
پیدا ہوئی - عربون کا کینہ اُن کے اونٹون مین بھی پایا جاتا ہے - عمدًا ضرر پہونچانے والے کو
نہ وہ اور نہ انکا اونٹ کبھی معاف نہین کرتا - قدیم عربون مین خون کا بدلہ پشتہا پشت
تک چلا جاتا تھا اور اس کے لیے صرف ایک شاعر کی رجز آگ لگانے کو کافی ہوتی ہے -
سال مین چار ماہ یعنی ایام حج مین آپس کے قول و پیمان سے یہ جنگ بند ہوجاتی تھی -
یہ قول تمام عربی قبائل مین بجرملے اور کتھم کے قائم تھا - اور یہ رسم ہزارون سال مین
بجز دو ایک بار کے کبھی نہ توڑے گئی -

جہان عرب لڑائی کے وقت جنگجو اور خونریز ہوتے وہان وہ صلح کے ایام مین نہایت
متواضع اور مہمان نواز بھی ہوتے تھے - جس مسافر نے ان کے خیمہ پر پہونچ کر ان کی امداد
یا مہمانی کی درخواست کی وہ صاحب خانہ کی خندہ پیشانی سے استقبال اور حمایت سے
کبھی مایوس نہ پھرتا - عرب اسکو صرف مہمان ہی نہین سمجھتا بلکہ اپنے خاندان کے ایک
آدمی کی طرح برتاؤ کرتا - وہ اسکی حفاظت مین اپنی جان لڑا دیتا - اور جب مہمان
رخصت ہوتا تو اُسکو دعائین اور زاد راہ کے توشے کے ساتھ کرتا - عرب کے لوگ اپنے
قول و پیمان کے بھی بڑے پکے ہوتے تھے - جسکو انھون نے قول دیا اسکے باطل ہونیکا
شک بھی دوسرے کے دل سے اُٹھ جاتا - قدیم مورخون نے انکی اس صفات حمیدہ کی
بڑی تعریف کی ہے - اگا تھر اسائڈس نے انکو دنیا کے سب سے بڑے خلیق اور مہمان نواز

بتایا ہے۔ عرب شاعرون نے نہایت غیر متعصبانہ طور سے اپنے قوم کی جہان خوبی ہم اُسکو سراہتے اور جہان مین برائیان ہوتین اُسکو بھی وہ چھپا نہ رکھتے۔ چنانچہ واسطے کے مذمت مین ایک پرانے عربی شاعر نے کہا ہے۔ "انکے مرد بخششون کے لیے دل نہین رکھتے مگر انکی عورتین۔ عربون کی مہمان نوازیان صرف ان کے گھرون اور خیمون تک محدود نہ ہوتین۔ پہاڑیون پر آگ روشن کی جاتی تاکہ اسکی روشنی دیکھکر راہ گم مسافر ان کے مکان تک پہونچ سکے۔[1]

یہ آگ جتنی بڑی ہوتی اوتنی ہی صاحب خانہ کی قدر و قیمت ہوتی۔ اور ان کے آپس مین یہ رقابت رہا کرتی کہ کس کی آگ سب سے زیادہ جلتی ہے۔ ایک شاعر نے کسی کی تعریف مین کہا ہے "تیرے ہر وادی مین غروب آفتاب ہی سے آگ روشن ہو جاتی ہے اور تھکا مسافر اندھیری رات مین اسکی سُرخ علامات دیکھکر اپنی تکلیف بھول جاتا ہے" نویری نے لکھا ہے کہ عرب ۱۳ مطالب کے لیے آگ کا استعمال کرتے تھے۔

[1] بالکل ایسا ہی واقعہ ایک بار خاکسار کو پیش آیا۔ گرمیون کے موسم مین مین بغداد سے ایک مقام سعدیہ پر بنی تمیم کے شیخ سے ملنے گیا۔ مجھکو شام کو لوٹ کر مکان کو پہونچنا تھا مگر ان کے اصرار سے دیر ہو گئی۔ کیونکہ اُنھون نے بغیر شام کا کھانا کھلائے مجھے نہ چھوڑا۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد مین گھوڑے پر سوار ہو کر واپس چلا تھا کہ اندھیرے اور چٹیل میدان مین بالکل راستہ بھولکر دجلہ سے بہت دور مغرب کو چلا گیا حتی کہ آدھی رات سے زیادہ گذر گئی۔ اور نہ مجھے راستے کا کوئی نشان معلوم ہوا۔ دور سے ایک آگ روشن معلوم ہوئی مین نے اسکے قریب پہونچکر دیکھا کہ کسی بدوی عشیرت کے یہان دو چار خیمے پڑے تھے کتے نے بھونکنا شروع کیا اور فوراً خیمے سے ایک شیخ نے نکلکر مرحبا کہا۔ مجھے خاطر سے اُتار کر خیمے مین لیگیا۔ گھوڑے کی خدمت کی اور میرے سونے کا سامان کیا۔ صبح مجھے معلوم ہوا کہ مین بغداد سے بیس میل دور نکل گیا تھا۔ بدوی مجھے بغداد لائن کے ایک قریب اسٹیشن سمیکا تک پہونچا گیا۔ اس بدوی کے پاس کوئی گلہ نہ تھا اور نہ مجھے حیرت تھی کہ نہ جاڑے کی وجہ اور نہ بھیڑیون کی وجہ تھی پھر یہ آگ کیون۔ اب معلوم ہوا کہ صرف مجھکو راستہ بتانے کے لیے تھی۔

جب یہ مسافر کے مکان سے نکلنے کے وقت روشن کی جاتی تو اس کے یہ معنی یے جاتے کہ خدا نہ کرے تم اس گھر مین پھر داخل ہو۔ ایک آگ ہو وقت جلائی جاتی جب اپنے قبیلون کو یہ خبر کرنا ہوتی کہ لوگ لوٹ مار کر صحیح سلامت والیس آ گئے ہین۔ اسی طرح جنگ کے پھیلنے کی خبر بھی آگ روشن کرنے سے دی جاتی۔ درندون کو دور رکھنے کے یے آگ کا دوسرا استعمال تھا۔ شکار کے وقت ہرن کے آنکھون کو خیرہ کرنے کے یے بھی یہ روشن کیجاتی اور ایک قسم کی آگ ہوتی ہے جسمین گندھک ڈالکر قول و پیمان کے وقت اس کے ثبات کے یے دعا کرتے وقت روشن کی جاتی۔ قول کے توڑنے والے کی دغا بازی کا اعلان بھی آگ کے ذریعہ سے ہوتا۔

قدیم عرب بعض اوقات حد سے زیادہ سخاوت کرنے کے یے بھی ضرب المثل ہین۔ ان مین سب سے زیادہ مشہور شخص طے قبیلہ کا حاتم تھا۔ جسکی جود و سخا اب تک زبان زد خلائق ہے۔ جب آنحضرت صلعم کے سامنے قبیلہ طے کے لوگ کسی جہاد مین پکڑ کر آئے تو ان مین حاتم طائی کی لڑکی بھی تھی۔ آنحضرت صلعم کو جب معلوم ہوا تو آپنے اُس کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اسنے محض اپنی ذاتی آزادی کے لینے سے تاوقتیکہ اس کے تمام اہل قبائل آزاد نہو جائین انکار کیا۔ آنحضرت صلعم نے آخر کار سب کو رہا کر دیا۔

قدیم عربون مین جو چیز سب سے زیادہ قابل وقعت تھی وہ ان کی شاعری اور لسانی ہو جسطرح حاتم طائی اپنی سخاوت مین مشہور ہے۔ اسیطرح قس اپنی فصاحت کے یے اسکے برجستہ خطبے کبھی تو مقفع عبارت مین ہوتے کبھی مسجع نظمو مین ابوثمان جسنے حماسہ مین قدیم شعرا کے کلام کو جمع کیا ہے وہ دیباچے مین لکھتا ہے کہ شعرا قدیم کے کلام جب نثر مین ہوتے تو گویا جیسے بکھرے ہوے موتی ہون اور جب نظم مین ہوتے تو ایسے جیسے موتی کے

کنگن۔ فصاحت وبلاغت مین ریگستان کے آزاد بدوی بہ نسبت شہریون کے
زیادہ گوے سبقت لے گئے تھے جس قبیلہ مین شاعر پیدا ہوگیا گویا اُس کے اقبال کا
دروازہ کھل گیا۔ اُس کے کارنامون کو بلند وروشن کرنا اس کے گھوڑون کی تعریف
اس کے مہمانون کی تعریف۔ اس کے عورتون کی تعریف۔ غرضکہ قبائل شاعری کی بدولت
زندہ رہتے اور قبائل ہی اپنی فیاضیون سے شاعرون کی ہمت بڑھاتے۔ شاعری کا عرب
مین ایسا چرچا تھا کہ قبائل قبائل کے شعرا مجمع عام مین اپنے شعر سُناتے اور اپنے ممدوح کے
حسب ونسب اور اس کے کارنامون کو ایک دوسرے کے مقابل سبقت دینے کے لیے
اپنی تمام فصاحت وبلاغت کا دفتر کھولدیتے۔ شاعرون ہی کی بدولت ہر ایک قبائل
اپنے نسب اور اپنے کارنامون کو سینہ بسینہ یاد رکھتا۔ طائف کے پاس عکاظ مین ہر سال
۲۰ دن کے لیے ایک بڑا میلہ لگا کرتا تھا۔ جہان تجار اپنے مالِ تجارت کے تبادلہ کے لیے
جمع ہوتے تھے۔ ان مین شعرا کو سب سے زیادہ اپنی بلاغت کے جوہر دکھانے کا موقع ملتا۔
اور بعض اوقات ان کے جوش مین لانے والے اشعار اکثر قبائل کے نار حرب کو بھڑکانے
کے لیے شرارے کا کام دیتے۔

انھین شعرا کے سحر بیانیون سے وہ مشہور قطعات ہین جو مذہبات یا سبعہ معلقات
کے نام سے مشہور ہین کہا جاتا ہے کہ سات شعرا کے چوٹی کے کلام سونے کے حرفون
مین لکھ کر کعبے کے دروازے پر لٹکا دیے گئے تھے۔ اور شعراء کو صلاے عام تھی کہ اس کے
مقابل کے شعر لکھین۔ قرآن کی فصاحت سے مات ہوکر آخر یہ اُتار لیے گئے۔ عمرو
اور حارث نے بکر اور تغلب کی معمولی لڑائی کو شہرۂ آفاق بنا دیا۔ اسیطرح عنتر
اور زہیر نے عبس اور ذبیان کی لڑائی تاریخ بنا دی۔ لبید اور امراء القیس عشقیہ شاعری

کے لیے مشہور ہین - عرب کی اس فطری لسانی اور برجستگی کلام ہی کا نتیجہ ہے کہ عربی زبان نہایت کثیر اللغت معنی خیز اور خیالات کے اظہار کرنیوالی ہوگئی ہو - کلدانی - ارامی - عبرانی - حمیری اور عربی زبانین سب ایک اصل سے ہین - حمیری زبان یمن مین بولی جاتی تہی اور خالص عربی قریشیون کی زبان سمجھی جاتی ہے - مگر ان مین آجتک جو زبان زندہ ہے وہ عربی ہے - عربی کی کثیر اللغاتی کا یہ حال ہے کہ صرف تلوار کے ہزار نام ہین - سانپ کے دوسو نام اور اونٹ کے تین سو - فیروز آبادی مصنف قاموس نے شہد کی ۸۰ لغتین لکھی ہین - اور معنی خیز ایسی ہے کہ گھوڑے - پانی - بادل یا قدرت کی کسی چیز کی ہر حرکت اور حالت کے لیے ایک علیحدہ عربی لفظ موجود ہے -

آنحضرت صلعم کے تولد سے پہلے تھوڑے دنون سے عربی رسم تحریر کا رواج ہو چلا تھا - اہل حیرہ اور غسان اس سے واقف تھے - یمن مین بہی اسکا رواج ہو چلا تھا جسکا ثبوت سبعہ معلقات کو مذہب لکھکر لٹکانے سے ملتا ہے - انبار کے رہنے والے معمر ابن مرہ نے سب سے پہلے اس رسم خط کی بنیاد ڈالی جو خط کوفی کے نام سے مشہور ہوگیا ہے - اس کے تین سو برس بعد بغداد کے ابن مقلہ نے نسخی حروف کا رواج دیا مگر بعض سکون پر نسخی حروف ابن مقلہ سے پہلے کے لکھے ہوے پائے گئے ہین - یعقوب معتصم کے وزیر نے اسکو اور ترقی دی اور اسکو اس حالت پر پہونچایا جسمین عام طور پر اب یہ لکھا جاتا ہے حمیری زبان کا رسم تحریر کوفی سے جدا تھا اور وہ زیادہ تر قدیم سریانی زبان سے ملتا تھا -

علم ادب کے بعد قدیم عربون کا دوسرا مایۂ ناز علم ستارون کا علم تھا - لیکن اس علم کے وہ ایسے ماہر نہ تھے جیسے اہل مصر اور بابل - اور نہ وہ اسکو کسی اصول پر جانتے تھے انکا علم زیادہ تر خود ان کے کھلے ہوے میدان اور تارون بھرے صاف آسمانون کے متواتر

مشاہدون سے پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس علم کی ابتدا اہل سبا یعنی اہل یمن سے ہوئی ہو مگر اس مین شک نہین کہ عربون کا قدیمی علم ہیئت اہل بابل مصر اور ہندوستان کے علم سے بہت ہی کم تھا۔ قدیم عربون کی مصنوعات اور ایجادات کے متعلق غالباً بہت کم شہادتین ہم پہونچ سکتی ہین اگر انکا سامان آرائش جسکی تعریف مورخون نے کی ہے ان کے ملک کی دستکاریان یقین تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ ان کا کام کسی طرح ہندوستان اور مصر کے متمدن ملکون سے کم نہ تھا۔ اریَن نے لکھا ہے کہ ایک قسم کی دھاری دار چادر (یمن کی مشہور بردیمانی) یمن مین بنائی جاتی تھی۔ عربون کے سلاح مثل دیگر قومون کے تیر و تلوار ہوتے تھے اور اس کے استعمال مین وہ اُستاد ہوتے تھے۔ ہیروڈوٹس نے ذکر کیا ہے کہ ان کے تیرون پر ایک قسم کا تیز پتھر لگا ہوتا تھا اور اسٹرابو نے لکھا ہے کہ وہ ایک قسم کی لمبی لکڑی جس کے سرے نوکیلے ہوتے تھے استعمال کرتے تھے (یہ غالباً نیزے ہونگے) لڑائی کے وقت تیر چلانے والے دو آدمی اونٹ پر اپنی پیٹھ ملا کر دو رُخ منھ کر کے بیٹھتے تھے تاکہ آگے یا پیچھے سے ناگہانی حملہ کا دفعیہ کرسکین

دنون اور مہینون کے شمار مین قدیم عربون کا اصول کسی قدر ناقص تھا۔ بعض کا شمار وہ کسی مشہور واقعات کی بنا پر کیا کرتے۔ مثلاً حضرت اسمٰعیلؑ سے آنحضرتؐ کی ولادت تک دس مشہور واقعات کے سنین اسطرح جیسے سنہ بنائے کعبہ۔ سنہ سیل ارم۔ سنہ اصحاب فیل کے طور پر یاد رکھے جاتے تھے۔ اور چونکہ بعض واقعات قبائلی شہرت سے زیادہ نہوتے اسلیے ہر قبیلے کے سیکڑون سن بے شمار چھوٹے بڑے واقعات کی ایک لمبی فہرست ہو جاتی۔

قدیم قومون کی طرح انھون نے بھی سال کو بارہ مہینے اور ہفتہ کو سات دن مین تقسیم

گر رکھا تھا۔ لیکن اُنکا سال بجاے شمسی کے قمری ہوتا اِن قمری مہینون کے حساب سے سولہ برس کے اندر جو مہینہ گرمی مین پڑتا وہ جاڑے کا ہو جاتا اور اگر رویت ہلال مطلع صاف ہونے کی وجہ سے نہوتی تو ایک دن آگے یا پیچھے کی غلطی پڑ جاتی ۔ عموماً انکا مہینہ ۲۹ یا ۳۰ کا یکے بعد دیگرے ہوتا اس حساب سے سال کے صرف ۳۵۴ دن ہوتے ۔ قمری مہینون کے نام سب سے پہلے عرب مین کلیب قریشی نے مقرر کیے تھے ۔ اور وہی قمری مہینے اسلام مین باقی رہے ۔ اور تمام اسلامی ممالک مین پھیل گئے ۔

عربون کے اخلاق اور عادات مین اگرچہ بعض باتین بہت خوبی کی ہوتین مگر رسم و رواج کی ماتحتی مین ان مین بہت سی بیہودہ باتین بھی تھین ۔ مثلاً لڑکا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے سوتیلی ماں کو مدخولہ بنا لیتا شراب خواری اور حرام کاری پر بھی وہ مفتخر ہوتے اور عیب نہ جانتے تھے ۔ اسی وجہ سے غالباً اسی واسطے لکھا گیا ہے کہ عرب قبیلون مین بعض قبیلہ بالکل زنا کار عورتون کا ہوا کرتا ہے*۔

اس کے خلاف ان کی بیجا اور جاہلانہ غیرت بھی اس حد تک تجاوز کر گئی تھی کہ قریش اور بنی کندہ اپنی لڑکیون کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے ۔ اس کے ساتھ ان مین اوہام پرستی بھی حد سے زیادہ تھی ۔ کاہنون ۔ معبدون اور سیانون کی باتون کو وہ منزل من اللہ سمجھتے اور ان مین عجیب عجیب قسم کے شگون ۔ فال اور ٹوٹکے بھی تھے ۔ شوہر اپنے گھر سے نکلنے کے وقت ایک رسی مین گرہ دیجاتا اگر وہ گرہ ویسے ہی پائی گئی تو اطمینان ہوجاتا کہ عورت باعصمت رہی ہے ۔ مرنے کے بعد مرشے کے قبر پر اوسکا اونٹ باندھ دیا جاتا تاکہ روز محشر

* آجکل ایرانی کردستان مین کرد قبائل کے اندر بھی رنڈیون کے ایسے ہی قبیلے مع اپنے کدخدا ۔ کلانتر اور ریش سفید کے ہوا کرتے ہین ۔

مین وہی سواری اُسکو کام دے ۔ مقتول کی نسبت اُن کا خیال تھا کہ اس کے سر سے ایک چڑیا نکل کر ہر رات اُس کے خون کے انتقام کے لیے شور مچایا کرتی تا آنکہ مقتول کا بدلہ نہ لے لیا جاتا ۔ ایک رسم ان مین تیرون سے فال نکالنے کی بھی اور وہ تیرون سے قمار بھی کیا کرتے تھے ۔ المیسر ایسے ہی جوے کا نام تھا کہ سات آدمی ملکر ایک اونٹ خرید لیتے ۔ پھر گیارہ تیر لیکر ان مین سات پر سات آدمیون کے نام لکھتے اور چار خالی چھوڑ دیتے وہ سب ایک تھیلے مین رکھے جاتے اور ایک دوسرا شخص اسکو نکالتا جس نام کے ساتھ خالی تیر نکلتا وہ حصے سے محروم رہتا ۔ باقی تین آدمی اُسے تقسیم کر لیتے ۔ تیر سے فال نکالنا جسکو الازلام کہتے تھے وہ یہ ہوتا کہ مخصوص تیرین بتخانون مین رکھی رہتین اور جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا تو وہ پہلے بُت پر چڑھاوا چڑھاتا پھر اس کے سامنے ان تیرون کو آنکھ بند کر کے نکالتا اگر اس کے ہاتھ وہ تیر آتا جس پر لکھا ہوتا کہ خدا نے مجھے کام کرنے کا حکم دیا تو وہ کام کرتا اور اگر وہ تیر نکلتا جسپر لکھا ہوتا کہ خدا نے مجھے منع کیا ہے تو وہ کام نہ کرتے ۔ اور اگر سادہ تیر نکلتا تو وہ پھر بُت پر چڑھاوا چڑھا کر ایسا ہی کرتے ۔ ایسی فال اور قرعہ اندازی صرف عربون مین مخصوص نہ تھی بلکہ قدیم سے یونانیون اور کلدانیون وغیرہ مین اسکا رواج تھا ۔ اور آجکل اگرچہ قرآن شریف نے المیسر اور الازلام کو شراب کی طرح شیطانی کام بتایا ہے ۔ کتنے مسلمان ہین جو لاٹری اور فال لینے کو بُرا نہین سمجھتے ۔ قدیم عربون کی اوہام پرستی کے ساتھ انکی بت پرستی لازم ملزوم تھی ۔ بت پرستی مین عرب کچھ نرالے نہ تھے ۔ سوائے فلسطین کے چھوٹے خطے کے جہان خدا نے اولاد ابراہیم کی ایک نسل پر اپنی خاص برکتین نازل کین اور اپنی شناسائی کے لیے متعدد پیغمبر مبعوث کیے ۔ بت پرستی تمام دنیا کا مذہب ہو چکا تھا

اور اسمین بھی شک ہے کہ حضرت موسیٰ کے وفات کے بعد خود بنی اسرائیل کی عبادت بجز سوختنی قربانی کے ۔ خالص عبادت آلہی تھی ہی نہین وہ بھی خدا کو مجسم تصور کرتے ۔ اور اُسکو کینہ پرور ۔ بڈھا ۔ نذدرنج ۔ غرض ہر قسم کی افترا پردازیان کرتے ۔ عرب کے بت پرست بھی مثل دیگر بت پرست قوم کے ضرور ایک ایسی طاقت کے قائل تھے جو اس نظام عالم کے پیچھے ہے ۔ ایک قدیم عرب شاعر کہتا ہے ۔ کہ جب ہم اونٹ کی مینگنیان دیکھ کر یقین کر لیتے ہین کہ اس طرف سے کوئی اونٹ گیا ہے ۔ تو کیا ہم یہ یقین نہ کریں کہ ان مخلوقات کا کوئی خالق بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا لفظ اسلام کے قبل کا ہے ۔ مگر انکا طریقہ عبادت حضرت اسمعیل کے بعد ویسا سادہ نہ رہا ۔ دور جہالت مین ان کے سات بت خانے عرب مین مشہور تھے ۔ مکہ کا بت خانہ زحل کے لیے مخصوص تھا ۔ صنعا مین بیت غمدان زہرہ کے لیے ۔ حمیری لوگ آفتاب کی پرستش کرتے ۔ اور ایک بت خانہ آفتاب کے لیے مخصوص عدن مین تھا ۔ بعض قبائل چاند کی پرستش کرتے تھے ۔ انکا خیال تھا کہ ان کے رزاق یہی ستارے ہین اور ان کے اندر جو ملائک ہین انکی پرستش ان پر فرض ہے ان ملائک کے بت اللات ۔ العزہ اور منات عورتونکی شکل کے بنائے جاتے ۔ اور یہ اُنکو خدا کی بیٹیان کہتے ۔ اللات کا بت نخلہ طائف مین تھا ۔ العزہ قریش کا اور منات قبیلہ خزاعہ اور ہذیل کا بت تھا ۔

اس کے علاوہ ودّ قبیلہ کلب کا بت تھا ۔ سواع قبیلہ ھمدان کا ۔ یعوق ۔ ہبل ۔ طاغوت ۔ نصر ۔ دوسرے مشہور بت تھے ۔ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہے ۔ ہبل مرد کی شکل کا یاقوت کا بنایا گیا تھا اور یہ کعبہ کے چھت پر رکھا ہوا تھا ۔ اُس کے ایک طرف حضرت اسمعیل اور دوسری طرف حضرت ابراھیم کے مجسمے تھے ۔ کعبہ کے اندر کہتے ہین تقریباً

۳۶۰ بت جمع تھے - بعض فرقے ایسے تھے کہ وہ آٹون کے بُت بناتے جسکو وہ پوجتے
اور جب بھوک سے تنگ ہوتے تو اُسی کو کھا جاتے - ہر ہر قبیلہ کا ایک بت تھا اور
بُت پرستی کی یہانتک حد ہوگئی تھی کہ سفر مین کسی پتھر کو اُٹھا کر بُت بنا لیتے -
عربون کے درمیان بعض فرقے ملی - بعض مسیحی اور بعض یہودی تھے - مدینہ طیبہ مین
چند قبائل جو زمانہ طیطس سے بھاگ کر عرب آئے تھے اور یمن مین کچھ یہودی تھے -
عیسائی مذہب غسان اور نجران مین پھیلنا شروع ہوگیا تھا مگر جسوقت مسیحیت نے
عرب کی سرزمین مین قدم رکھا - اسوقت اسکی حالت عربون کی بت پرستی سے کچھ کم نہ تھی
ان کے قسیس ریاکاری - غلاظت - جہالت اور بدمعاشی کے نمونہ تھے - عربون کو
توریت اور انجیل کا کچھ علم نہ تھا - کیونکہ یہ کتابین نہ اسوقت عربی مین ترجمہ ہوئین تھین اور
نہ خود اسوقت عرب مین رسم تحریر پھیل چکی تھی -

دوسرا باب

فتوحات عرب

حضرت مسیحؑ کے چھ سو برس بعد عرب مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا یعنی آنحضرت
سرور کائنات رسول رب العالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عرب مین مبعوث ہوئے
اور اس خالص توحید کو جو ملت ابراہیم کا یہ فخر تھا - تجدید کرتے ہوئے عربون
مین ۲۳ برس کے اندر اتفاق - خودداری - قومیت مذہبی جوش کی ایک نئی روح
پھونکدی جسنے ان کے بعد نصف صدی کے اندر مشرق سے مغرب تک عربون کے
نام اور فتوحات کے دبدبہ کو چاردانگ عالم مین زلزلہ کی طرح محسوس کرادیا -

بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارے نزدیک تو اس نبی اُمّی (روحی فداہ) کا رتبہ* بعد از
خدا بزرگ تو ئی قصّہ مختصر ہے۔ لیکن چونکہ یہ کتاب کسی مذہبی نظر سے نہین لکھی گئی۔ آنحضرتؐ
کے روحانی مراتب اور ان کے اخلاق اور شمائل کے ذکر جمیل سے اُسکو مجبوراً محروم ہونا پڑیگا۔
مختصر اور سادہ طور سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ آنحضرتؐ عرب کے لیے۔ موسےؑ۔ داؤدؑ۔ ذوالقرنین
اور مسیحؑ کا ایک مجموعہؓ تھے۔ پس بحیثیت فاتح اور شاہنشاہ عرب کے جسمین انکی ذات
داؤدؑ اور ذوالقرنین کے مقابل ہے وہی ہماری مدعا رہے گی۔ اور ہم ان کے زندگی کی
مغازیات کو فتوحات جزیرہ عرب اور اُن کے خلفاء کے فتوحات کو فتوحات
شام۔ مصر۔ عراق۔ عجم۔ اندلس وغیرہ کے مختصر عنوان سے اس باب مین بیان کرین گے۔

فتوحات جزیرۃ العرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے
مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قریش مکہ کی عداوت کی آگ اور بھی مشتعل ہوئی۔ جب اس کے
پہلے مسلمانون نے حبشہ کو ہجرت کی تو اُن کو وہان بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مکہ اُس وقت چھوڑا جب ان کے قتل کی تمام سازشین مکمل ہو چکی
تھین۔ اسواسطے ان کے رسول کے ہاتھ سے صاف نکل جانے کا مایوسانہ غصہ پیدا
ہونا لازمی تھا۔ مدینہ مین مہاجرین اور انصار کی جمعیت کے مقابلے مین کچھ پیش نہ جاتی
تھی مگر دوسرے قبائل خصوصاً یہودیون کو مشتعل کرنے کے لیے ان کے مختلف وفود
تجارتی کاروانون کے نام سے آتے جاتے رہے۔ آخر کار جب ان کی یہ چالین بھی
مسلمانون کی سخت نگرانی کے باعث ناکامیاب نظر آئین تو اُنھون نے ایک بڑے

---

* کسی شاعر نے اسی مطلب کو کیا خوب ادا کیا ہے ؎
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسےٰؑ ید بیضا داری ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حملہ کی تیاری کی اور مدینہ منورہ کے قریب بدر کے میدان مین ان کی بڑی جمعیت جمع
ہوئی - ادہر انکا قافلہ جو شام سے ابو سفیانؓ کی ماتحتی مین مال اسباب لیکر واپس آرہا تھا
اُسکو بھی خبر بھیجی گئی کہ وہ میدان بدر مین اس فوج سے ملجائے - تاکہ سامان رسد وبار برداری
سے بھی استغنا رہے - آنحضرتؐ کو اُن کے مقابلے مین مدافعانہ کارروائی کرنے کی ضرورت
پیش آئی - اور آپ مدینے کے مسلمانون کو جنکی مجموعی تعداد ۳۱۳ مردون کی تھی اور جسمین
،، مہاجرین تھے لیکر مقابلے کے لیے باہر نکلے -
اُنکے مقابل کفار عرب کی تعداد تگنے سے متجاوز تھی - آنحضرتؐ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ
بڑھے اور میدان جنگ مین نظر ڈال کر فرمایا "میرے بچو - مردون کی طرح دلیری سے
لڑو - اپنی جماعت کو بکھرنے مت دو - اور اپنے تیرون کو چلاؤ - اور اے خدا جس کا تونے
وعدہ کیا ہے پورا کر - اس کے بعد آپنے کنکریان اُٹھاکر کفار کی طرف پھینکین - اور جوش
دلاتے ہوے میدانِ جنگ مین آگے بڑھے - مسلمانون نے آپ کی اقتدا کی اور ایک
گھمسان لڑائی ہوئی جسمین قریشیون کے پیر اُکھڑ گئے - اور وہ ستر قیدی اور ۷۰ مقتول
جسمین ابوجہل بھی تھا چھوڑ کر بھاگ گئے - یہ فتح اسلامی عربون کی پہلی فتح تھی - اور
اسکا ذکر قرآن شریف مین بھی آیا ہے - جہان ملائکہ کی امداد غیبی کا خدائے تعالےٰ
نے ذکر کیا ہے -
اس شکست کے بعد دوسری مشہور لڑائی احد کی ہے - جہان قریشیون نے ۳۰۰۰ پیادے
اور ۲۰۰ سوار کے ساتھ پھر اسلامی عربون پر حملہ کیا - مسلمانون کو اسمین بھی فتح حاصل
ہوئی لیکن انھون نے فتح کی خوشی اور مال غنیمت کے شوق مین اپنے پیچھے کی حفاظت کا
خیال چھوڑ دیا - حضرت خالدؓ جو اُسوقت مسلمان نہوے تھے - انھون نے موقع پاکر

مسلمانون پر پیچھے سے حملہ کرکے انکی ترتیب کو درہم برہم کردیا۔ اس ناگہانی حملہ سے اسلامی فوج مین سراسیمگی پھیل گئی اور لوگون کے پیر اُکھڑ گئے۔ آنحضرتؐ اپنے چند ہمراہیون کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہے اور مدافعت کرتے رہے اور بھاگتے ہوے مسلمانون کو بھی لوٹنے اور لڑنے کے لیے اُن کو ہمت دلاتے رہے۔ جہان خطرہ دیکھتے وہان بلا کسی پس و پیش کے آپ آگے بڑھ جاتے۔ حتیٰ کہ دشمنون کے تیر اور تلوارون کی کثرت سے آپ زخمی ہوئے اور ایک کافر کی اینٹ سے آپکا اگلا دانت بھی شہید ہوگیا۔ زخمون سے چُور ہوکر حضرتؐ ایک خندق مین گر پڑے اور آپ کی زرہ کی کئی کڑیان آپکے رخسار مبارک مین گھس گئین۔ طلحہؓ حضرت ابوبکرؓ کے بھانجے نے آپکی حفاظت مین اپنا ہاتھ قربان کردیا جب حضرتؐ اپنی جگہ پر نظر نہ آئے تو کافرون نے مشہور کردیا کہ آپ شہید ہوگئے۔ مسلمان اس سے اور بھی حواس باختہ ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ کو جب آپکے زندہ رہنے کا علم ہوا تو وہ تھوڑے سپاہی لیکر کفار عرب کے مجمع مین سے گھُسکر آپکو نکال لائے اور ایک علٰحدہ مکان مین آپ کی مرہم پٹی کی۔ اس جنگ مین مسلمانون کے ۷۰ آدمی شہید ہوے جسمین حضرت حمزہؓ آنحضرتؐ کے چچا بھی تھے۔ کفار قریش نے اگرچہ اچانک لڑائی کا رنگ بدل دیا تھا مگر انکی ہمت مسلمانون کی مدینہ تک تعاقب کرنے کی نہ پڑی۔ ایسے نازک وقت پر پیچھے سے ہر وقت یہودیون کے فساد پیدا کردینے کا خوف تھا۔ مگر خدا نے اپنا فضل کیا۔ کفار قریش بجائے تعاقب کے شہدائے احد کی لاشون کی بےحرمتی مین مشغول ہے۔ حضرت حمزہؓ کا جگر نکالکر سفیان کی عورت ہندہ چبا گئی اور ان کے چہرہ کو کاٹ کر ابوسفیان نے اپنے نیزون پر بلند کرکے ہبل کی تعریف مین گیت گائے۔

قریش کے واپس چلے جانے کے بعد یہودیون کی دغابازی پر انکو سزادینی ضرور تھی
جنگ بدر کے بعد بنی قینوقہ نے ایک مسلمہ عورت کی اہانت کی اور اپنے زعم باطل مین یہ
کہا کرتے تھے کہ اگر وہ بدر کی جنگ مین شریک ہوتے تو کفار قریش کو کبھی شکست نہ ہوتی
بالآخر انکی اس بیہودہ حرکتون کو مسلمان برداشت نہ کر سکے اور وہ ذلت کے ساتھ مدینہ
سے نکالدیے گئے۔ احد کی شکست کے بعد یہودیون نے اپنی قومی دشمنی کے بدلے لینے
کا اچھا موقع سمجھا مگر قبل اسکے کہ انکا فساد نقصان پہونچاوے۔ بنی نضیر ذلت کے ساتھ
نکالے گئے۔ اب یہودیون کے بغض و عناد کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہ یقینی امر تھا کہ احد
کے پانچوین سال قریشیون نے انھین کی سازش اور ایما سے مدینے کے محاصرے کے
لیے ایک کثیر فوج بھیجی۔ قریشیون کا یہ محاصرہ جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔
کیونکہ آنحضرتؐ نے باصلاح سلمانؓ فارسی مدینے کے گرد اگرد بحفاظت کے لیے خندق
کھدوائی تھی۔ بیس دن کے ناکامیاب محاصرے کے بعد جب ہوا اور سردی کی شدت
برداشت نہوئی تو قریش خود بخود پسپا ہوگئے۔ پیغمبر صاحب صلعم یہودیون کی غداری کی
سزادہی پر متوجہ ہوے۔ بنی قریظہ نے ایک سخت مقابلے کے بعد صلح کی درخواست
پیش کی اور یہ شرط کی کہ خود ان کے حلیف اوس کے رئیس ان کے بارے مین جو محاکمہ
کرین گے انکو منظور ہے۔ چنانچہ سعدؓ بن معاذ نے حکم دیا کہ تمام یہودی قتل کیے جائین اور
ان کے بچے اور بوڑھے غلام بنائے جائین۔ حضرتؐ نے سعدؓ بن معاذ کے حکم کو سنکر فرمایا
کہ سعد نے بادشاہون کا سا حکم دیا ہے۔ مگر چونکہ خود انکی یہ شرط تھی۔ مطابق سعدؓ بن معاذ
کے فیصلہ کے انکا قصہ پاک ہوا۔

ہجرت کے چھٹے سال آنحضرتؐ نے مکہ کے حج کی تیاری فرمائی اور اپنے ساتھ پندرہ ہزار مومنین